غلام احمد قادیانی

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL

QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ | مورخہ ۱۹ ر جنوری ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ مطابق ۳ ر رجب ۱۳۴۴ھ | نمبر ۵۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ حضور نے ۱۵ ر تاریخ ایک طویل اور نہایت اہم امور پر مشتمل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا *

۱۵ ر جنوری ۱۹۲۶ء بروز جمعہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے مشکوئے معلیٰ میں دختر نیک اختر متولد ہوئی۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ اس خوشی میں تمام دفاتر اور سکولوں میں ۱۶ ر تاریخ چھٹی منائی گئی *

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے ہیں *

الموعظۃ الحسنۃ

قلب اور عرش کا تعلق

"بعض نادان آج کل کے فلسفی بے خبر ہیں۔ وہ تمام عمدہ کاروبار کو دماغ سے ہی منسوب کرتے ہیں مگر وہ اتنا نہیں جانتے۔ کہ دماغ تو صرف دلائل و براہین کا ملکہ ہے۔ قوت متفکرہ اور حافظہ دماغ میں ہے لیکن قلب میں ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے وہ سردار ہے۔ یعنی دماغ میں ایک قسم کا تکلف ہے۔ اور قلب میں نہیں۔ بلکہ وہ بلا تکلف ہے۔ اس لئے قلب رب العرش سے ایک مناسبت رکھتا ہے۔ صرف قوت حاسہ کے ذریعے دلائل و براہین کے بغیر پہچان جاتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ استفتی القلب یعنے قلب سے فتوے پوچھ لے۔ یہ نہیں کہا کہ دماغ سے فتویٰ پوچھ لو۔ الوہیت کی تار اسی کے ساتھ لگی ہوتی ہے کوئی اس کو بعید نہ سمجھے۔ یہ بات ادق اور مشکل تو ہے۔ مگر تزکیہ نفس کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ یہ حرکات قلب میں موجود ہیں۔ اگر قلب میں یہ طاقتیں نہ ہوتیں۔ تو انسان کا وجود ہی بے کار سمجھا جاتا۔ صوفی اور مجاہدہ کرنے والے لوگ جو تصوف اور مجاہدات کے مشاغل میں [illegible] خوب جانتے ہیں کہ قلب سے روشنی اور نور کے ستون شہودی طور پر نکلتے ہوئے دیکھتے ہیں اور ایک خط مستقیم میں آسمان کو جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ بدیہی اور یقینی ہے۔ میں اس کو خاص مثال کے ذریعہ سے بیان نہیں کر سکتا ہاں جن لوگوں کو مجاہدات کرنے پڑتے ہیں یا جنھوں نے سلوک کی منزلوں کو طے کرنا چاہا ہے۔ انھوں نے اس کو اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے صحیح پایا ہے۔ قلب اور عرش کے درمیان گویا باریک تار ہے۔ قلب کو جو حکم کرتا ہے۔ اس سے

ہی لذت پاتا ہے۔ خارجی دلائل اور براہین کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ ملہم ہو کر خدا سے اندر ہی اندر باتیں پاکر فتوے دیتا ہے ہاں یہ بات سچ ہے کہ جب تک قلب قلب نہ بنے۔ لو کنا نسمع او نعقل کا مصداق ہوتا ہے یعنی انسان پر ایک وہ زمانہ آتا ہے۔ کہ جبکہ نہ قلب و دماغ کی قوتیں اور طاقتیں ہوتی ہیں۔ پھر ایک زمانہ دماغ کا آتا ہے۔ دماغی قوتیں اور طاقتیں نشوونما پاتی ہیں۔ اور ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ قلب منوّر اور مشتعل اور روشن ہو جاتا ہے۔ جب قلب کا زمانہ آتا ہے تو اسوقت انسان روحانی بلوغت حاصل کرتا ہے اور دماغ قلب کے تابع ہو جاتا ہے۔ اور دماغی قوتوں کو قلب کی خاصیتوں اور طاقتوں پر فوق نہیں ہوتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ دماغی حالتوں کو مومنوں سے ہی خصوصیت نہیں ہے۔ ہندو اور چوہڑے وغیرہ بھی سب کے سب ہر ایک دماغ سے کام لیتے ہیں۔ جو لوگ دنیوی معاملات اور تجارت کے کاروبار میں مصروف ہیں وہ سب کے سب دماغ سے کام لیتے ہیں۔ ان کی دماغی قوتیں پورے طور پر نشوونما پائی ہوئی ہیں۔ اور ہر روز نئی نئی باتیں اپنے کاروبار کے متعلق ایجاد کرتے ہیں۔ یورپ اور نئی دنیا کو دیکھو۔ کہ یہ لوگ کس قدر دماغی قوتوں سے کام لیتے ہیں۔ اور کسقدر آئے دن نئی ایجادیں کرتے ہیں۔ قلب کا کام جب ہوتا ہے جب انسان خدا کا بنتا ہے۔ اسوقت اندر کی ساری طاقتیں اور ریاستیں معدوم ہو کر قلب کی سلطنت ایک اقتدار اور قوت حاصل کرتی ہے تب انسان کامل انسان کہلاتا ہے۔ یہ وہی وقت ہوتا ہے جبکہ نفخت فیہ من روحی کا مصداق ہوتا ہے۔ اور ملائکہ تک اسے سجدہ کرتے ہیں۔ اس وقت وہ ایک نیا انسان ہوتا ہے۔ اس کی روح پوری لذت اور سرور سے سرشار ہوتی ہے۔"

الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء } حضرت مسیح موعودؑ

حضرت نواب محمد علیخان صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ کا انتقال
نماز جنازہ پڑھنے کی تحریک

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ حضرت نواب محمد علیخان صاحب آف مالیر کوٹلہ کی ہمشیرہ صاحبہ جو کچھ عرصہ سے علیل تھیں۔ ۱۳ جنوری کو فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چند سال ہوئے۔ مرحومہ مغفورہ نہایت تحقیق اور تدقیق کرکے احمدیت میں داخل ہوئی تھیں۔ اور آخر وقت تک سلسلہ سے نہایت اخلاص اور محبت کا اظہار کرتی رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو بعد نماز جمعہ ان کا جنازہ غائب پڑھنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

آج میں جمعہ کی نماز کے بعد نواب صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ کا جو مالیر کوٹلہ میں فوت ہو گئی ہیں۔ جنازہ پڑھوں گا۔ نواب صاحب نے اپنے خط میں لکھا ہے۔ چونکہ مالیر کوٹلہ میں ان کا جنازہ پڑھنے والی جماعت احمدیہ تھوڑی تھی۔ اس لئے ان کا جنازہ پڑھا جائے۔ مگر ان کا جنازہ میں اس وجہ سے نہیں پڑھنے لگا۔ اگر وہاں بڑی جماعت ہوتی۔ تو بھی میں ان کا جنازہ غائب پڑھتا کیونکہ وہ نواب صاحب کی رشتہ دار تھیں۔ اور نواب صاحب میرے رشتہ دار ہیں۔ اور اسلام نے رشتہ داروں کے حقوق رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جن کے رشتہ دار نیک ہوں گے ان کے پاس وہ جنت میں رکھے جائینگے۔ میں نے کہا ہوا ہے کہ وہ لوگ جو جماعت میں سے دین کی خاص طور پر خدمت کرنے والے ہوں گے۔ میں ان کا جنازہ غائب پڑھا کروں گا۔ مگر اپنا بچہ اگر ایک سانس لیکر بھی فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ پڑھوں گا۔ کیونکہ رشتہ داری کا بھی حق ہوتا ہے۔ ہماری ایک چھوٹی ہمشیرہ جب فوت ہو گئی تو دوسرے دوست اسے اٹھا کر قبرستان تک لے گئے۔ راستہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مجھے دیں میں اٹھاؤں۔ اٹھانے والے نے ادب کے طور پر کہا حضور میں ہی اٹھائے چلتا ہوں۔ آپ نے اس بات کو ناپسند کیا۔ اور فرمایا۔ کیا یہ میری لڑکی نہیں۔ اور اس کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے۔ تو رشتہ داروں کے بھی حقوق ہوتے ہیں۔ اگر وہاں جنازہ پڑھنے والے زیادہ لوگ ہوتے تو بھی میں رشتہ داری کے لحاظ سے ان کا جنازہ پڑھتا۔ کیونکہ نواب صاحب میرے بہنوئی ہیں۔ اور ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی رشتہ ہے کہ آپ کے داماد ہیں۔ ان دوہرے حقوق کی وجہ سے میں انکی ہمشیرہ صاحبہ کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

اسکے علاوہ انکی ہمشیرہ صاحبہ کو ایک خصوصیت بھی حاصل تھی۔ اور وہ یہ کہ بہت کم عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو انکی طرح تحقیق کرکے ایمان لائیں۔ اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہیں۔ ان کے لئے بہت سی دقتیں بھی تھیں۔ ان کے خاوند مالیر کوٹلہ کے بہت بڑے رئیس تھے۔ ان کی کئی لاکھ کی جاگیر تھی۔ اور موجودہ والئے مالیر کوٹلہ کے چچا تھے۔ دیگر رشتہ دار بھی غیر احمدی تھے۔ صرف نواب صاحب احمدی تھے۔ چند سال ہوئے انہوں نے کہا میں چاہتی ہوں کہ فیصلہ کر لوں کہ کونسا مذہب سچا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو بلایا۔ اور ان کے اخراجات انہوں نے خود اٹھائے۔ اور یہاں سے میں نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو بھیجا۔ جن کا کئی دن تک مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباحثہ رہا۔ آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ احمدیت سچی ہے۔ اسوقت مولوی ثناء اللہ صاحب نے اعلان کیا تھا کہ مجھے مالیر کوٹلہ میں بڑی فتح حاصل ہوئی ہے۔ اور احمدیوں کو شکست اٹھانی پڑی ہے لیکن جنھوں نے انکو بلایا۔ اور ان کے اخراجات برداشت کئے تھے ان کا یہ فیصلہ تھا کہ احمدیت سچی ہے۔ انہوں نے اسی وقت احمدیت قبول کر لی تھی لیکن بعض مصلحتوں کی وجہ سے اس کا عام اعلان مناسب نہ سمجھا۔ پارسال جب میں مالیر کوٹلہ گیا۔ تو انہوں نے بیعت کرکے اپنا احمدی ہونا ظاہر کر دیا۔ بیماری کے ایام میں بعض رشتہ داروں نے ان کے دل میں اس قسم کے شبہات ڈالنے کی کوشش کی۔ کہ جب سے آپ احمدی ہوئی ہیں۔ اسی وقت سے بیمار چلی آتی ہیں۔ مگر ان باتوں کی انہوں نے کوئی پروا نہ کی۔ اور اخلاص کے ساتھ احمدیت پر قائم رہیں۔ اس وقت میں ان کا جنازہ پڑھوں گا۔

یہ اعلان کرنے کے بعد حضور نے نماز جمعہ پڑھائی۔ اور اس کے معاً بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ بیرونی جماعتوں کو بھی چاہیئے۔ کہ مرحومہ مغفورہ کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کریں۔

ہم اس صدمہ میں حضرت نواب صاحب اور آپ کے تمام خاندان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں صبر عطا فرمائے۔ اور اس کوشش اور سعی کا اجر عظیم بخشے۔ جو انہوں نے مرحومہ کو احمدیت میں داخل کرنے کے لئے فرمائی۔ اور جس میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں کامیاب ہوئی۔

اخبار احمدیہ

تار کے پتے

(۱) آئندہ محاسب نظارت کا مختصر پتہ تار "محاسب قادیان" ہے۔

(۲) بجائے "ناظر بیت المال قادیان" کے آئندہ تار کے لئے "بیت المال قادیان" لکھ دینا کافی ہے۔

میں مسلمان ہوں

شہر قصور کے بعض مفسد لوگ مجھ پر بہتان لگا رہے ہیں کہ عیاذاً باللہ میں مشنری عیسائیوں کے پھندے میں پھنس گیا ہوں۔ یہ سراسر مذکورہ بالا جماعت کا بہتان ہے۔ خاکسار بفضلہ تعالیٰ راسخ الاعتقاد مسلمان ہے۔ الراقم محمد فوجدار گلاس ایکسپرٹ قصور

ولادت

جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل کے ہاں ۱۲ جمادی الاخریٰ کو فرزند لڑکا متولد ہوا۔ حضرت صاحب نے عبداللطیف نام رکھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

(۲) چودھری محمد یار صاحب مولوی فاضل کے ہاں ۹ جنوری لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجید احمد نام رکھا احباب مولود کی درازی عمر اور خادم اسلام ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

دعائے مغفرت

میرے والد ۲ دسمبر کو فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ہاتھ پر ۱۹۲۰ء میں بیعت کی تھی۔ مرحوم بہت مخلص اور صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند تھے۔ ہمارے گاؤں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامان - ۱۹ر جنوری ۱۹۲۶ء

روئداد جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۲۵ء

۲۶ر دسمبر ۱۹۲۵ء

پہلا دن - دوسرا اجلاس

اجلاس دوم شروع ہونے سے پہلے سرسری کارروائی

بعد فراغت نماز ظہر و عصر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمع پڑھائیں۔ احباب بسرعت تمام جلسہ گاہ میں آنا شروع ہو گئے۔ اور قبل اس کے کہ باقاعدہ کارروائی شروع ہو۔ جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی نے حسب ذیل تقریر کی۔

حافظ غلام رسول صاحب کی تقریر

مولوی محمد علی صاحب کی خلاف بیانی

دوستو! آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ لاہوری جماعت کی طرف سے محمد نصیب اور ایک دوسرا شخص قادیان میں وارد ہیں۔ جو تفسیر بیان القرآن مصنفہ مولوی محمد علی صاحب اور چند دوسری کتابیں بیچ رہے ہیں۔ میں اتفاق سے اُدھر جا نکلا۔ بات چھڑ گئی۔ تو میں نے انہیں بتایا کہ بیان القرآن میں تو مولوی محمد علی صاحب نے چند بالکل جھوٹ باتیں لکھ دی ہیں چنانچہ سورہ اعراف کی آیت یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی کے متعلق لکھا ہے کہ اس آیت کی رُو سے کسی شخص نے سوائے بہاء اللہ اور میاں محمود احمد قادیانی کے مریدوں کے یہ استدلال نہیں کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رسول آسکتے ہیں۔ اور نہ حضرت مسیح موعودؑ نے اور نہ آپؑ کی زندگی میں کسی اور نے اس آیت کو ان معنوں میں پیش کیا۔ مگر اخبار بدر کے ایک حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی غلام حسن صاحب پشاوری نے جو آجکل مولوی محمد علی صاحب کے ہمخیال ہیں ایک شخص غلام حسن کے ساتھ مکالمہ کرتے ہوئے یہ آیت پیش کی تھی۔ اب میں اس جگہ آپ دوستوں کی اطلاع کے لئے پہلے تو مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر بیان القرآن کے صفحہ ۲۴۷ سے وہ عبارت پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے ایسا خیال ظاہر کیا ہے۔ اور پھر یہ بتاتا ہوں کہ افراد جماعت اسوقت اس آیت کو اسی مفہوم میں پیش کرتے رہے ہیں جس میں کہ اب پیش کی جاتی ہے۔ بیان القرآن صفحہ ۲۴۷ پر زیر آیت یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی (الاعراف)۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اے بنی آدم اگر کبھی تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں۔ میری آیات تم پر پڑھتے ہوں تو جو کوئی تقویٰ کرے۔ اور اصلاح کرے۔ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ پچھتائینگے + حاشیہ۔ بعض ختم نبوت کے منکر اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی رسول آتے رہنے چاہئیں۔ اس آیت سے رسولوں کے آنحضرت صلعم کے بعد آنے کا نتیجہ اول بہاء اللہ نے اور بعد میں انکی نقل کرکے میاں محمود احمد قادیانی کے مُریدوں نے نکالا ہے حالانکہ اس آیت کو نہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود اور نہ انکی زندگی میں ان کے مُریدوں نے کبھی پیش کیا۔ ایک شرطیہ جملہ سے یہ نکالنا کمال نادانی ہے۔ مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ اگر بنی آدم کے پاس خدا کا رسول آئے۔ تو اس کو قبول کرنے میں ان کی بہتری ہے۔ سو وہ رسول محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات کے متعلق یہ اعلان ہے کہ اگر اس کو قبول کر لو گے۔ تو تمہاری بہتری کا موجب ہے۔ اگر ردّ کرو گے۔ تو تمہارے نقصان کا موجب ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ رُسل کا لفظ جمع کیوں استعمال کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس لئے کہ خطاب کل بنی آدم کو ہے۔ اور بنی آدم کی طرف رسول بھیجنے کا عام ذکر ہے تو بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بنی آدم کے پاس رسول آتے رہے۔ اور سب کے آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا گیا کہ دنیا کی کل قوموں کو ایک سلسلہ اخوۃ میں منسلک کریں۔ اور اس بات کی شہادت کہ آپ کے بعد رُسول نہ آئینگے۔ دوسری جگہ سے ملتی ہے۔ جہاں فرمایا کہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ رُسول تو دین سکھانے کے لئے آتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل کر کے پہنچا دیا۔ تو پھر رسولوں کے آنے کی ضرورت بھی باقی نہ رہی۔ جب شریعت کے آنے کے لئے مانع ہو گیا تو کمال نبوت بھی اور نبی کے آنے کے لئے مانع ہو گیا۔ جو ضرورت تھی وہ پوری ہو گئی"

اس عبارت میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ نہ حضرت صاحب نے خود اور نہ ان کی زندگی میں ان کے کسی مُرید نے اس مفہوم میں اس آیت کو پیش کیا کہ اس کے ماتحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو کتابیں زندہ گواہ ہیں۔ اور وہ بتا سکتی ہیں کہ کیا آپ نے اس آیت کو ان معنوں میں پیش کیا یا نہ۔ رہے مُرید سو اس کے لئے میں اخبار بدر جلد ۷ نمبر ۳ مورخہ ۲۳ر جنوری ۱۹۰۸ء کو پیش کرتا ہوں۔ جس کے صفحہ ۷ پر ایک مکالمہ چھپا ہے جو مولوی غلام حسین صاحب اور سید غلام حسن شاہ صاحب کے مابین ہوا۔ اس میں سید صاحب ذیل کے الفاظ میں مولوی صاحب سے سوال کرتے ہیں:۔

"مولوی صاحب آپ نے ایک تمہید رکھکر گفتگو شروع کی اور مرزا صاحب کی رسالت کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ مہربانی فرما کر ہم کو قرآن مجید سے کوئی صاف آیت بتا دیں جس سے بلا تاویل ثابت ہو کہ اسلام میں رسول آدینگے۔ اور ایسے کلام کہ پایۂ ثبوت تک پہنچا دیں۔ اور انصاف سے کام لیں"

اس کے جواب میں مولوی غلام حسن خان صاحب سب رجسٹرار پشاور نے فرمایا:۔

"ایسی صاف آیۃ بھی بتا دیتے ہیں اب آپ انصاف سے کام لیں۔ اور غور ایمان سے جواب دیں وہ آیۃ یہ ہے۔ یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی الخ سورہ ع ترجمہ اے آدم کے فرزندو جب تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آدینگے اور وہ میری آیتیں تم کو پڑھکر سنا دیں گے"

اس سارے مکالمہ میں مولوی صاحب اس آیت کی تائید ہی کرتے چلے گئے۔ اسی طرح اور لوگوں نے بھی اس آیت کو انہیں معنوں میں پیش کیا۔ اب مولوی محمد علی صاحب بتلائیں کہ ہم ان کی محولہ بالا عبارت کو جھوٹ پر محمول کریں یا سچ پر؟

اس کے بعد شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے اپنی تقریر شروع فرمائی

شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کی تقریر

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تقسیم مضمون

میرا مضمون جیسا کہ پروگرام سے ظاہر ہے۔ نبوت مسیح موعود علیہ السلام پر ہے۔ اس کو بیان کرنے کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت ثابت کرنے کے لئے موجودہ وقت کے لحاظ سے میں اسے سات حصوں میں تقسیم کرتا ہوں

پہلی بات جو نبوت یا نبی کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے یہ ہے۔ کہ نبوت کیا ہے اور نبی کسے کہتے ہیں۔ جب تک یہی علم نہیں ہوتا کہ نبوۃ کیا چیز ہے اور نبی کہتے کسے ہیں تب تک مسئلہ نبوت کی سمجھ نہیں آسکتی کیونکہ ہر ایک چیز صفت اور تعریف کے لحاظ سے پہچانی جاتی ہے +

نبی کی تعریف میں اختلاف

نبی کی تعریف میں اسوقت بہت اختلاف پیدا ہو رہا ہے۔ بعض تو یہ تعریف کرتے ہیں کہ نبی وہ ہوتا ہے جو نئی کتاب یا نئی شریعت لائے۔ اور بغیر اس کے کوئی نبی نہیں کہلا سکتا۔ بعض نے نبی کی یہ تعریف کی ہے اور یہ تعریف صرف مولوی محمد علی صاحب نے ہی کی ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو ہدایت اور کتاب لائے انہوں نے ہدایت اور کتاب کو مترادف قرار دیا ہے مگر اسے اپنی کتاب نبوۃ فی الاسلام میں ثابت نہیں کر سکے۔ بعض لوگوں نے کتاب کا لانا نبی کیلئے ضروری نہیں قرار دیا بلکہ یہ کہا ہے کہ کتاب لانیوالے کے پیچھے چلنے والے بھی نبی ہو سکتے ہیں۔ یہ تینوں موٹی باتیں ہیں اور ان کا فیصلہ کئے بغیر ہم پہچان نہیں سکتے کہ نبی کون ہے،

ضرورت نبوت

(۲) دوسری بات جو اس مضمون کو واضح کرنے کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ آیا نبوت کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ کسی نبی کے آنے کے لئے کونسا زمانہ اور وقت ہے۔ اگر ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے۔ تو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر زمانہ تقاضا کرتا ہے۔ تو نبی کی ضرورت ہے۔ اور اگر نہیں کرتا۔ تو پھر کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

قرآن کے بعد نبی

تیسری بات جو اس مضمون کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیا قرآن کریم کے بعد بھی کوئی ایسی ضرورت لاحق ہو سکتی ہے۔ جس کے لئے نبی کی ضرورت ہو۔

موجودہ زمانہ

چوتھی بات یہ ہے۔ آیا موجودہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں نبی کی ضرورت ہو۔

نبیوں کے کام

پانچویں یہ کہ نبیوں کے کام کیا ہوتے ہیں۔ جن سے ہم پہچان سکتے ہیں کہ فلاں شخص نبی ہے۔

نبی کے کام اور مسیح موعود

چھٹے کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ کام کئے ہیں یا نہیں جو ایک نبی دنیا میں ظاہر ہو کر کیا کرتا ہے۔

اعتراضات

ساتویں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت پر کیا کیا اعتراض ہوتے ہیں۔ اور ان کا جواب کیا دیا جاتا ہے۔

ان سات باتوں کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ میں کچھ بیان کروں گا۔

نبوت یا نبی کسے کہتے ہیں

نبوت کسے کہتے ہیں اور نبی کی کیا تعریف ہے۔ اس کے سمجھنے سے پہلے میں چند باتوں کو پیش کرتا ہوں جو بہت ضروری ہیں۔

جب سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اسوقت سے ہی فطرت انسانی اس طرز پر واقع ہوئی ہے کہ وہ اس بات کی قابلیت نہیں رکھتی۔ کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے ذریعے اپنے آپ معلوم کر سکے۔ اور ایسا ہی کوئی انسان نہ اپنی عقل سے خدا تک پہنچا ہے۔ اور نہ پہنچ سکتا ہے۔ عقل سے خدا تک پہنچنے کی کوشش کرنے والوں میں سے کبھی کوئی خدا تک نہیں پہنچا۔ برخلاف ان کے جنہوں نے اپنی عقلوں کو چھوڑ کر ان کی متابعت اختیار کی جنہیں خدا نے مامور کیا۔ وہ ہزاروں ہزار خدا تک پہنچ گئے۔ خدا تعالےٰ ایک ایسی وراء الوراء ہستی ہے کہ وہ اس انسان کی عقل کے ذریعے نہیں پہچانی جا سکتی۔ جو اپنے جیسے انسان کے خوش کرنے کے طریق بھی نہیں جان سکتا۔ پس ایسے حالات کے ماتحت کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جیسی وراء الوراء ہستی کے راضی کرنے کے ذرائع اپنی عقل سے معلوم کر سکے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ اہل جنت کہیں گے۔ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ (۷-۴۱) ہم ہدایت پا سکتے ہی نہ تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا پس خدا کی ہدایت دئیے بغیر کوئی نہیں جو اسے پہچان سکے کیونکہ ہر ایک انسانی فطرت اس بات کی محتاج ہے کہ خدا خود اپنی شناخت کے لئے اسے ہدایت دے۔ اور جب سے کہ تاریخ پتہ دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عقل انسانی خود بخود اس وراء الوراء ہستی کو نہیں پا سکتی۔ بلکہ اس کے لئے اور ہی سامان ہوتا رہا ہے۔

راستہ بتانیوالا

پس جب انسان خود اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اُسے کوئی اور راستہ بتائے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو بھی یہ راستہ بتانے کا کام کریگا۔ وہ خدا کی طرف سے مامور ہوگا اور خدا لوگوں کی راہنمائی کے لئے اسے چن لیگا۔ اور اس کے ذریعے لوگوں سے کلام کریگا ورنہ بجز اس کے دوسرا کوئی شخص اس کام کو نہیں کر سکتا۔

مرور زمانہ کا اثر

اس بات کو تمام مذاہب نے قبول کیا ہے کہ ان تعلیموں پر جو ایسے لوگ دنیا میں چھوڑ گئے۔ جو خدا کی طرف سے معلم کی حیثیت سے دنیا میں آئے مرور زمانہ کا اثر ہو جاتا ہے۔ تفصیلات میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ پھر تمام مذاہب اس بات پر بھی اتفاق رکھتے ہیں کہ خدا تک اگر پہنچا جا سکتا ہے۔ تو انہیں ماموروں کے ذریعہ پہنچا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ہندو بھی اوتاروں کے ذریعے خدا تک پہنچنا بتاتے ہیں۔ گو وہ یہ غلطی کرتے ہیں کہ کہتے ہیں۔ خدا خود اوتار لیتا ہے لیکن وہ اس بات کو ضرور مانتے ہیں کہ خدا اوتاروں کے ذریعے ملتا ہے۔ اسی طرح عیسائی۔ یہودی وغیرہ جس قدر مذاہب دنیا میں ہیں۔ اسی بات پر متفق ہیں۔ لیکن اس بات پر اس وقت بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔

نمونہ کی نقل

پھر جب تک ہمارے سامنے نمونہ نہ ہو ہم اس کی نقل نہیں کر سکتے۔ اور یہ خدا کا کام ہے کہ وہ نقل کرنے کے لئے کسی نمونہ کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اور انسان اس کے مطابق اپنے آپ کو بنائے۔

ملائکہ بھی رہنمائی نہیں کر سکتے

ملائکہ کا وجود ہے مگر وہ بھی انسان کی رہنمائی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ انسان کے لئے نمونہ نہیں بن سکتے۔ انسان کے لئے اگر کوئی وجود نمونہ بن سکتا ہے تو وہ انسان ہی ہے۔

انسان کیلئے نمونہ

پس انسان ہی اس بات کیلئے منتخب ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے انسانوں کیلئے نمونہ بنائے جائیں اسلئے جب ضرورت پڑتی ہے خدا فرشتوں کو مقرر نہیں کرتا۔ جنوں کو مقرر نہیں کرتا۔ کسی اور مخلوق کو مقرر نہیں کرتا بلکہ انسانوں ہی کو مقرر کرتا ہے اور انسانوں ہی کو نمونہ بناتا ہے اور ان نمونوں کا نام مامور۔ مرسل۔ نبی وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں انسان کی زبان سے کہلوایا گیا ہے کہ اگر خدا رسولوں کو نہ بھیجتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

بغیر رسول کے عذاب نہیں آسکتا

پھر قرآن شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس بات کو ظلم قرار دیتا ہے کہ بغیر ہدایت اور رسولوں کے بھیجنے کے دنیا کو عذاب میں گرفتار کرے۔ اللہ تعالیٰ ایک رحیم کریم ہستی ہے وہ انسانوں پر ظلم نہیں کرتی۔ تِلْكَ آيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ (آل عمران ع ۱۱) یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔ جنکو پڑھتے ہیں حق کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ دنیا پر ظلم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا گویا اللہ تعالیٰ اس بات کو ظلم قرار دیتا ہے کہ دنیا جب تاریکی میں ہو اور خدا کی ہدایت کی سبیل ان کے لئے پیدا نہ ہو۔ تو وہ انکو عذاب میں گرفتار کرے یا سزا دے۔

ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ انسان باوجود جاننے کے غلطی کرتا ہے اور خدا تعالےٰ ضرور اسکی اصلاح کے سامان کرتا ہے۔ اور اس قسم کے تمام سامان وہ ایک شخص کو مامور کر کے کرتا ہے جو لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور انکو اس راہ پر لے جاتا ہے جو سیدھی راہ ہوتی ہے۔ اور جس پر چلنے سے انسان خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔

نبی کی شان

ان باتوں سے جو تمہیداً بیان کی گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبی خدا اور انسان کے درمیان تعلق پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ تا انسان کو وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کے لحاظ سے پورا پورا عبد بنا دے۔ اور اس سے ایک ایسا مضبوط تعلق پیدا کرا دے جس سے ایک انسان اسکی خوشنودی حاصل کر لے۔ اور اسکو پا لے اور جو راہ راست سے بھٹک گئی ہوں انہیں غلط راستہ سے ہٹا کر اس لائن پر چلائے جس پر چلکر خدا سے مل سکیں۔ اسکے بعد نبی کی تعلیم میں اور باتیں بھی ہوتی ہیں۔ مگر ان کا اثر اصل پر نہیں پڑتا۔ اور پھر وہ بھی اسی مدعا کی تائید کرنے والی ہوتی ہیں۔ اس سے غیر نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ان سے روحانیت میں ترقی مقصود ہوتی ہے اور جیسے جیسے روحانیت میں ترقی ہوتی چلی جائیگی ویسے ویسے قرب خدا حاصل ہوتا چلا جائے گا۔

نبی کی غرض

پس اصل غرض نبی کی یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا اور انسان کے درمیان واسطہ ہو جائے اور اس راستہ پر چلائے جس پر چلکر اس نے خود فیض پایا ہے پس اس سے ہم کو ایک حد تک نبی کی تعریف کا بھی پتہ لگ گیا ہے کہ نبی اللہ تعالیٰ کے قرب اور روحانی ترقی کی انتہا پر پہنچا ہوا ہوتا ہے جو دنیا کی رہنمائی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ ہم کو یہ پتہ بھی لگ جاتا ہے کہ کس زمانہ میں اس کا آنا ضروری ہے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے نبی ہدایت کیلئے آتا ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔ پس نبی کا بڑا کام ہدایت ہوتا ہے۔ پھر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ایسے وقت میں آتا ہے جب مخلوق گمراہی میں پڑی ہوتی ہے۔ اور انسانی عقل قاصر ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ اپنے کو پائے۔ اسوقت تو وہ شخص بھی جو بڑا عقلمند ہوتا ہے یہی کہتا ہے کہ ہم اب کچھ نہیں کر سکتے۔ اور ہماری عقلیں بیکار ہو گئی ہیں۔ پس نبی اسوقت آتا ہے۔ جب انسانی عقلیں خدا تعالیٰ کی خوشنودی پانے کی راہوں کے معلوم کرنے سے عاجز آجاتی ہیں۔

نبی کا زمانہ

پس نبی کا زمانہ وہ زمانہ ہوتا ہے جو بیان کیا گیا ہے جبکہ ہدایت مفقود ہو چکی ہوتی ہے۔ اور ہر طرف ظلمات ہی ظلمات چھائی ہوتی ہیں۔ ایسا زمانہ اسوقت تک ہوتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت نہ آئے۔ اور وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ دنیا گناہوں میں گرفتار ہوتی ہے اور خدا کا عذاب بھڑک اٹھتا ہے۔ مگر چونکہ وسعت کل شیء کے مطابق اسکی رحمت غالب ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی رحمت کے سبب کسی شخص کو لوگوں کی ہدایت کے لئے مقرر کر دیتا ہے اور اس مقرر کردہ شخص کی خود رہنمائی کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ بغیر اتمام حجت کئے لوگوں پر

عذاب نازل کرے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (سورہ نوح ع۱) ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف ڈرانے کے لئے بھیجا۔ پیشتر اس کے کہ اس پر عذاب الیم آجائے۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی حالت خدا کے عذاب کی مقتضی ہو چکی ہوتی ہے۔ تو خدا نبی بھیجتا ہے۔ تاکہ وہ بچائے جائیں۔ حضرت نوحؑ کی قوم عذاب کی مستحق ہو چکی تھی۔ کہ خدا نے اپنا رسول ان میں بھیج دیا۔ تاکہ اس کے ذریعہ بچ سکیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ اپنا رسول نہ بھیجے اور لوگوں کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ تو ان کو شکوہ رہے۔ کہ ہمارے بچاؤ کے سامان تو کئے نہیں اور ہم کو عذاب میں گرفتار کر دیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر ایسے موقعہ پر رسول نہ بھیجیں تو یہ ٹھیک نہیں اس لئے ہم ایسے موقعوں پر بالضرور رسول بھیج دیتے ہیں۔ تاکہ وہ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْکُمْ حُجَّةٌ کے مطابق ان پر حجت ہو۔

رسول کے آنے کا تیسرا زمانہ

تیسرا زمانہ جو ایک نبی یا ایک رسول کے آنے کے لئے ضروری ہے وہ جیسا کہ میں نے بتایا ایک تو تاریکی اور ظلمات کا زمانہ ہے جبکہ ہدایت مفقود ہو چکی ہو۔ اور دوسرا زمانہ جس میں نبی آتا ہے وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ ایک ہدایت بھیجی گئی ہو۔ اور اس ہدایت کو قائم رکھنا اور چلانا مقصود ہو۔ اس وقت ہدایت تو موجود ہوتی ہے مگر لوگ اس سے غافل ہو گئے ہوتے ہیں۔ خدا چاہتا ہے۔ کہ لوگ غفلت کو چھوڑ کر اس ہدایت کو حاصل کریں۔ اس کے لئے بھی خدا نبیوں اور رسولوں کو بھیجا کرتا ہے۔ بیشک ہدایت موجود ہوتی ہے مگر وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک خدا اس کو قائم رکھنے کے لئے کسی کو بپا نہ کرے۔ مثلاً بنی اسرائیل میں ایک ہدایت موجود تھی۔ مگر اس ہدایت کے قیام کے لئے خدا نے بہت سے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا۔ چنانچہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ (۲-۸) کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد رسول بھیجے۔

قفّٰی کے معنے

قفّٰی کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰؑ کی لائی ہوئی تعلیم کو قائم رکھنے کے لئے آئے۔ "قفا" گدی کو کہتے ہیں۔ اور "قفاہ" پیچھے پیچھے چلنے کو کہتے ہیں۔ پھر "تقفاہ" اس کو بھی کہتے ہیں جو پیچھے چلنے کے قابل بنا دے۔ پس جو رسول موسیٰ کے بعد آئے وہ موسیٰؑ کی شریعت کو جاری کرنے والے تھے۔

اسی طرح آتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ (مائدہ ع۷) ہم نے توریت کو اتارا۔ اس میں ہدایت اور نور تھا۔ اس کے ذریعہ نبی فیصلے کرتے رہے۔ کیونکہ یہ ان کے سپرد کی گئی تھی۔ اور وہ اس کی نگرانی کرنے والے تھے۔

اس سے بھی ظاہر ہے کہ بعض نبی پہلے نبی کی تعلیم کو جاری رکھنے اور اس کی نگرانی کے لئے آتے ہیں۔

پس یہ دو زمانے ہیں جو نبی کو بلاتے ہیں۔ یعنی ایک وہ جس میں تاریکی اور ظلمت پھیل گئی ہو۔ اور دوسرا وہ کہ لوگ کسی پہلے نبی کی تعلیم سے بھٹک گئے ہوں۔

قرآن کے بعد ضرورت نبی

دوسرا یہ امر ہے کہ کیا قرآن کے بعد بھی ضرورت ہے کہ نہیں کہ کوئی نبی آئے۔ اس کے متعلق بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جب مکمل کتاب موجود ہے۔ تو پھر کسی نبی کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ پیش کرتے ہیں کہ جب دین کمل ہو چکا تو کوئی وجہ نہیں کہ پھر نبی آئے۔ مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ محض کتاب کا ہونا نبی کا مانع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ باوجود کتاب کے موجود ہونے کے بھی ایسے خطرات ہوتے ہیں جن سے ان نفوس کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اپنی قوت قدسیہ سے لوگوں کے اندر اس کتاب کی تعلیم کو راسخ طور پر داخل کر دیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھانے والے بنا دیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ یعنی اے مسلمانو ان کی طرح نہ بن جانا۔ جو تم سے پہلے تھے۔ اور جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ مگر وہ سخت دل ہو گئے۔ جان لو اللہ تعالیٰ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور اس قسم کے نشان دکھاتا ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت تم سمجھ سکو۔

قرآن شریف نے اس آیت میں انسان کی فطرت کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ کہ وہ غفلت کی طرف مائل ہو کر اس تعلیم کو چھوڑ دیتی ہے۔ جو اسے دی گئی ہوتی ہے۔ اور اس غفلت سے گویا وہ مردہ کی طرح ہو گئی ہوتی ہے۔ اور اس کی موت کے بعد خدا پھر اسے زندہ کرتا ہے۔ اس کو پیش کر کے مسلمانوں سے بھی کہا گیا ہے۔ کہ تم بھی اس سے بچنے کی کوشش کرنا۔

امت کا بگڑنا

پھر اس بات کی تائید میں تو کثرت سے آیات اور احادیث موجود ہیں۔ کہ یہ امت ایک دفعہ بگڑ کر بھی یہود کی مانند ہو جائیگی۔ بلکہ علماء بھی علماءُ ھم شرٌّ من تحت ادیم السماء کے مصداق ہو جائینگے۔ ایمان بھی ثریا پر چلا جائیگا قرآن بھی اٹھ جائیگا۔ اور جب یہ فرمایا گیا کہ قرآن اٹھ جائیگا۔ تو صحابہ نے پوچھا کہ وہ کس طرح؟ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لفظوں میں تو یہ رہیگا۔ لیکن لوگوں کے گلوں سے نیچے نہیں اتریگا۔ اور وہ اس کے مطلب و معنی کو نہیں سمجھینگے۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ علم اٹھ جائیگا۔ جہالت پھیل جائیگی۔ تو جب قرآن و حدیث دونوں بتلاتے ہیں کہ یہ امت یہود کی طرح ہو جائیگی۔ تو ایسی حالت میں کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کی موجودگی میں کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ پس امت کا بگڑنا اور طرح طرح کی بدیوں اور غلط کاریوں میں پھنس جانا اور صحیح تعلیم سے ہٹ جانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کوئی نبی آئے۔ اور اگر ان کو قرآن کی صحیح تعلیم اور اس کے درست معنے بتلائے۔ پس قرآن کے ہوتے ہوئے بھی دنیا کو نبی کی ضرورت ہے۔

موجودہ زمانہ میں نبی کی ضرورت ہے یا نہیں۔

اس بات میں سب مخالف اور موافق متفق ہیں۔ کہ زمانہ بگڑ چکا ہے۔ اور ہر ایک شخص اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ یہ زمانہ سب سے زیادہ بدیوں کا زمانہ ہے مسلمان سب کچھ چھوڑ چکے ہیں۔ نہ خدا پر ایمان رہا ہے۔ اور نہ فرشتوں پر نہ کتاب پر یقین ہے۔ نہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اگر اس سے پہلے کسی زمانہ میں ایسی گمراہی پھیلی ہے تو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل کے زمانہ میں تھی۔ جسے آپؐ ہی نے آکر دور کیا۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر اس زمانہ میں بگاڑ پیدا ہو گیا۔ اور ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تھا۔ ویسا ہی اب بھی ہے۔ پس یہ سب کچھ تقاضا کرتا ہے۔ کہ اس وقت بھی کوئی ایسا انسان آئے جو ان سب فسادات کو دور کرے اور دنیا کو گمراہی سے ہٹا کر خدا کی راہ پر لگائے۔

نبیوں کے کام

اب میں اس سوال پر غور کرتا ہوں کہ نبیوں کے کام کیا ہوتے ہیں۔ سارا قرآن پڑھ جاؤ۔ یہی نظر آئیگا کہ نبیوں کا کام اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ خدا اور انسان کے درمیان تعلق پیدا کریں۔ اس کے سوا باقی سب چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ پس نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ توحید کی طرف بلاتے ہیں۔

کیا حضرت مرزا صاحب نے یہ کام کیا

اس اصل پر چل کر ہم دیکھتے ہیں۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے یہ کام کیا۔ ان واقعات اور حالات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے جو اس زمانہ میں رونما ہوئے۔ تو صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جس کامیابی کے ساتھ اس کام کو کیا ہے بہت ہی کم اسکی نظیر پائی جاتی ہے۔ بعض نبیوں نے بڑے بڑے نشان دکھائے۔ بڑے بڑے دلائل دیئے۔ مگر باوجود اس کے بہت تھوڑے آدمیوں نے ان کو مانا۔ حتیٰ کہ بعض نبیوں کو تو صرف ایک ایک گھرانے نے مانا اور بعض کو صرف چند آدمیوں نے سچا تسلیم کیا۔ حضرت نوحؑ ایک ہزار سال تک کوشش کرتے رہے۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔

آخر انہیں قوم کے لئے بددعا کرنی پڑی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود اس کے کہ آپ کے سامنے ممکن سے ممکن مشکل پیدا کی گئی۔ اور روکیں ڈالی گئیں۔ لیکن دیکھ لو لاکھوں آدمی آپ کی جماعت میں داخل ہیں۔ اور آپ کی قائم کردہ جماعت ایک زندہ جماعت ہے۔ جس نے اپنے عمل اور نمونے کے ساتھ ثابت کر دیا۔ کہ وہ زندہ ہے اور اُسے دیکھکر دشمن کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ یہ نمونہ آج سے تیرہ سو سال پہلے صحابہ کی جماعت کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا گیا۔ پس نبیوں کے کام کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت سے انبیاء سے بڑھکر کامیاب ہوئے۔ اور آپ بہت سے نبیوں سے بڑھکر توحید کی تعلیم پھیلا گئے اور خدا اور انسان میں تعلق پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم آپ کو نبی نہ مانیں۔

چند اعتراضات اور ان کے جواب

اب میں چند اعتراضات کو لیتا ہوں۔ خواہ وہ اعتراضات غیر احمدیوں کی طرف سے ہوئے خواہ غیر مبایعین کی طرف سے کئے گئے پہلا اعتراض جو ان دونوں گروہوں کی طرف سے کیا جاتا ہے یہ ہے کہ مرزا صاحب کا نبوت کا دعویٰ کرنا خلاف اجماع امت ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی نہیں آسکتا۔ اول تو اجماع کی جو حقیقت ہے وہ ظاہر ہی ہے۔ اجماع کے متعلق تو یہ کہا گیا ہے۔ کہ جو اس کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ مگر اس وقت اس بحث کو چھوڑ کر اصل امر پر غور کرتے ہیں۔

اجماع کس بات پر ہے

میرے نزدیک یہ بات غلط ہے کہ اجماع اس پر نہیں جو ہمارا عقیدہ ہے۔ بلکہ اجماع اسپر ہے جو ہمارے مخالفین کا عقیدہ ہے۔ کیونکہ اجماع تو اس پر ہے کہ مسیح آئیگا۔ اور وہ نبی اللہ ہوگا۔ حضرت مسیح کے متعلق اجماع [illegible] ہے۔ کہ وہ آئینگے۔ اور نبی ہونگے۔ اور جب ہم نے ثابت کر دیا کہ پہلا مسیح نہیں آسکتا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ بلکہ اور شخص آیا جو امت محمدیہ سے ہے۔ تو پھر وہی نبی اللہ ہوگا۔ غرض اجماع حضرت مسیح کے آنے اور اس کے نبی ہونے پر ہے اور کسی کا بھی عقیدہ نہیں رہا۔ کہ جب مسیح آئیگا تو نبی نہیں ہوگا۔

پس آنے والا مسیح آگیا اور اجماع امت کے مطابق ہم کہتے ہیں وہ نبی اللہ بھی ہے۔ اس طرح ہم اجماع کے خلاف نہیں بلکہ عین اجماع کے مطابق ہمارا مذہب ہے۔ کیونکہ اجماع صرف اس بات پر ہے۔ کہ آنے والا مسیح نبی اللہ ہے۔

لا نبی بعدی

پھر حدیث کے جملے لا نبی بعدی کی رُو سے بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لا نبی بعدی اور چونکہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوئے ہیں۔ اس لئے نبی نہیں ہو سکتے۔ یہ اعتراض بھی ان ہر دو گروہوں کا مشترکہ اعتراض ہے اگرچہ اس پر بہت وضاحت سے روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ لیکن میں وقت کی کمی کی وجہ سے اس وقت مختصر طریق پر اس کے متعلق کچھ بیان کر دیتا ہوں۔ حدیث میں یہ جو موجود ہے۔ "لا نبی بعدی" ہم اسے صحیح سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا محض ان الفاظ کے ہونے سے معترضین کا دعوےٰ ثابت ہو جائیگا؟ غور کرو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسی حدیثیں ہیں کہ وہ اتریںگے۔ اور نبی ہونگے جیسی وہ حدیثیں ہیں جن میں لا نبی بعدی آیا ہے۔ ویسی ہی یہ بھی ہیں۔ جن میں عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اور ان ہر دو قسم کی حدیثوں کے موجود ہونے کی صورت میں ایک سچے مسلم کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی ایک پر اڑ جائے۔ بلکہ اس کی یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ وہ ان میں تطبیق دے۔ ورنہ ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے سے دونوں گر جائینگی۔

الفاظ لا۔ نبی اور بعدی

حدیث کے اس جملہ میں تین الفاظ ہیں لا۔ نبی، اور بعدی اور ایک سچے مسلمان کو جس کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور وقعت ہے۔ تنازعہ پیدا ہو جانے کی صورت میں ان تینوں پر غور کرنا چاہیئے۔ اور میں بھی اس وقت ان پر غور کرتا ہوں۔ لیکن وقت کی گنجائش سے میں صرف لفظ "بعدی" پر بحث کرتا ہوں۔ اور پھر یہ بات بھی ہے کہ لفظ "بعدی" کا اگر صحیح مفہوم سمجھ آجائے تو بقیہ ہر دو الفاظ کا حل آسان بلکہ آپ ہی آپ ہو جاتا ہے۔

ایک "بعد" زمانہ کے لحاظ سے ہے۔ اور وہی ہمارے مخالف لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس صورت میں ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم دیکھیں کہ یہ لفظ زمانہ کے لحاظ سے کیا معنے دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھیں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے اندر رہتے ہیں۔ یا اس سے نکل جاتے ہیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ زمانہ تین ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو نبی کے ساتھ اور اس کی زندگی میں ہوتا ہے۔ جیسے اس آیت میں آیا ہے۔ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى إِلٰى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي (اعراف ۱۸) یہاں جو بعدی کا لفظ ہے اس سے مراد وہ بعد ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں تھا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔ کہ میرے بعد تو نے بہت بُرا کام کیا جس سے ان کی مراد یہ تھی کہ میرے بعد میری زندگی میں نہ کہ مرنے کے بعد تو نے یہ کیا۔ کیونکہ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ میں صاف بتایا گیا ہے۔ کہ موسیٰ ؑ کی غیر حاضری میں جبکہ وہ طور پر گئے ان کی قوم نے اپنے زیوروں سے بچھڑا بنا لیا۔ جس سے آواز آتی تھی۔ ان ہر دو آیتوں میں "بعد" کا لفظ جو مستعمل ہوا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد کا زمانہ مراد ہے۔ بلکہ ہر ایک یہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت موسےٰ ؑ نے اپنی زندگی میں ہی یہ بعد کا لفظ بولا۔ پس "بعد" کا ایک زمانہ نبی کے ساتھ اور اس کی زندگی میں ہی ہوتا ہے۔

بعد کا دوسرا مطلب

ایک بعد کسی کی وفات کے بعد متصل زمانہ کے متعلق بولا جاتا ہے۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق قرآن شریف میں بیان ہوا ہے۔ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي (بقرع ۱۶) اس بعدی سے قیامت تک کا زمانہ مراد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یعقوب علیہ السلام کی زندگی کے بعد متصل زمانہ مراد ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے موجودہ بیٹوں سے اپنی نزع کے وقت پوچھ رہے ہیں۔ کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔ اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ اور ان کی اولاد بھی موجود ہے۔ اور ایک ایسے زمانے کے متعلق وہ اپنی اولاد سے دریافت کر رہے ہیں جو چند ہی لمحوں میں آجانے والا ہے۔ نہ کہ ایک لمبا عرصہ گذرنے کے بعد۔ پس اس سے مراد زمانہ متصل ہی ہوسکتا ہے۔ نہ کہ کوئی زمانہ بعید۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایک "بعد" نبی کی وفات کے بعد کے زمانہ متصل قریب کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

بعد کا تیسرا زمانہ اور مطلب

پھر ایک بعد وفات کے بعد کے زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ جو غیر متناہی تو نہیں ہوتا۔ لیکن بعید ضرور ہوتا ہے۔ جیسے آتا ہے۔ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (صف ۱) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں اللہ تعالےٰ کا ایک رسول ہوں۔ میرے بعد بھی ایک رسول آئیگا۔ وہ احمدؐ ہوگا۔ یہ زمانہ وفات کے بعد کا زمانہ ہے۔ اگرچہ غیر متناہی تو نہیں۔ لیکن لمبے عرصہ پر ضرور دلالت کرتا ہے۔ اگر اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لئے جائیں تو بھی چھ سو سال کے بعد اس "بعدی" کی حد ہوئی۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ تو دو ہزار سال بعد اس "بعدی" نے اپنا رنگ دکھایا۔ چھ سو سال ہوں یا دو ہزار سال بہرحال بعدی کی یہ صنف نہ زندگی میں دلالت کرتی ہے اور نہ وفات کے بعد زمانہ متصل قریب میں بلکہ زمانہ بعید پر دلالت کرتی ہے۔

لا نبی بعدی میں بعدی کے کیا معنے ہیں

پس بعد کا لفظ تین زمانوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ ایک زندگی میں دوسرا بعد موت متصل قریب اور تیسرا بعد موت زمانہ بعید کے لئے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا نبی بعدی میں بعد سے کونسا زمانہ مراد لیا ہے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طرف تو یہ فرمایا کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی رسول نہیں ہو گا۔ اس لئے بعدی سے متصل زمانہ مراد نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی آپ کی زندگی میں آپ کی غیبت کے متعلق یہ ہے۔ کیونکہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنی جگہ مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔ تیرا درجہ ہارون کی طرح ہے۔ مگر فرق صرف یہ ہے کہ تو نبی نہیں اور وہ نبی تھا۔ ان باتوں سے ہمارے مخالف غیر متناہی زمانہ اس بعدی سے مراد لیتے ہیں۔ مگر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے مسیح کے متعلق نبی اللہ کا لفظ بولکر بتلا دیا۔ کہ بعدی سے مراد زمانہ غیر متناہی نہیں بلکہ اس کی حد بست ہے۔ اور اگر ان دونوں حدیثوں کو ملا دیا جائے۔ تو یہ ایک حد تک پھیلتا ہے۔

مسلمانوں کا بگڑنا اور مصلح کا آنا

پس ایک طرف تو بعدی کے مفہوم میں کسی نبی کے بعد زمانہ بعید بھی داخل ہے۔ اور دوسری طرف ایک نبی کے آنے کی خبر بھی ہے۔ پھر ایک طرف یہ خبر ہے کہ مسلمان بگڑ جائینگے اور صحیح تعلیم کو چھوڑ دینگے۔ اور دوسری طرف یہ بھی ہے۔ کہ اصل تعلیم پر چلانے کے لئے بھی نبی آتے ہیں ان حالات میں اس بات کا اقرار کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بالیقین ایسا نبی آ سکتا ہے۔ جو آپؐ کی تعلیم کو جاری کرے۔ اور اُسے پھیلائے۔ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ مسلمان بگڑ جائینگے۔ قرآن شریف بتاتا ہے۔ کہ مسلمان اصل تعلیم سے ہٹ کر گمراہی میں پڑ جائیں گے اور حدیث ہی یہ بھی بتلاتی ہے۔ کہ ان کی اصلاح کے لئے ایک نبی اللہ آئے گا۔ اور قرآن ہی یہ بھی سکھاتا ہے کہ ایسے حالات میں نبی آ سکتے ہیں۔ جبکہ لوگ اصل تعلیم سے پرے ہٹ گئے ہوں تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ حدیث لا نبی بعدی میں جو بعدی واقع ہوا ہے۔ وہ نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے لئے ہے نہ آپؐ کے بعد کسی زمانہ متصل قریب کے لئے اور نہ ہی وہ بالکل غیر متناہی زمانہ کیلئے ہے بلکہ وہ آپؐ کی وفات کے بعد زمانہ بعید کے لئے ہے۔ جس کے لئے کئی پیشگوئیاں بھی موجود ہیں ٭

چونکہ شیخ صاحب کا وقت ختم ہونے کے قریب تھا۔ اس لئے انہوں نے مختصراً مولوی محمد علی صاحب کی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے بعض اعتراضات کا جواب دیکر لیکچر کو ختم کر دیا ٭

یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرے

عیسائیوں کا مایہ ناز مسئلہ مسئلہ کفارہ ہے۔ اور یہی مسئلہ سب سے بودا بھی ہے۔ اس کے اثبات کے لئے جو کچھ عیسائیوں کے پاس ہے۔ وہ اگرچہ بجائے خود ایک مضحکہ خیز چیز ہے لیکن تردیدی دلائل نے بھی اس کا غلط ہونا وضاحت سے ثابت کر دیا ہے۔ مسئلہ کفارہ کو ثابت کرنے کے لئے عیسائی اپنی بے معنی کوشش کرتے ہوئے یسوع مسیح کے صلیب پر مر جانے کا عقیدہ تجویز کر کے دنیا سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ یسوع مسیح صلیب پر مر کر گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ لیکن انجیل پُر زور طریق پر اس بات کی تردید کر رہی ہے۔ اور صاف بتا رہی ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ زندہ اُتار لئے گئے تھے۔ اور اس صدمہ کا اگر کچھ اثر ان کے جسم و جان پر رہا تو وہ بے ہوشی اور غشی سے بڑھ کر نہ تھا۔ ان لاتعداد دلائل میں سے جو عقلی اور نقلی دونوں طرح سے ابطال کفارہ کے لئے موجود ہیں۔ چند دلائل بطور "مشتے نمونہ از خروارے" مولانا المکرم مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے امام مسجد احمدیہ لنڈن و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے رسالہ مذکور بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۵ء میں تحریر فرمائے ہیں۔ یہ دلائل صرف اس بات کی تردید میں ہیں کہ یسوع مسیح صلیب پر مر گئے۔ اور پھر تین دن کے بعد جی اُٹھے۔ ہم ان دلائل کو قارئین الفضل کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے ترجمہ کر کے پیش کرتے ہیں:-

(۱) کسی کو مصلوب کرنے کے لئے عام طور پر یہ طریق رائج تھا کہ ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونک کر مجرم کو تین دن تک صلیب پر لٹکا رہنے دیتے تھے۔ اور بسا اوقات یہ عرصہ بھی ایک شخص کے جسم و جان میں جدائی پیدا کر دینے کے لئے کفتی نہیں ہوا کرتا تھا۔ اور جب ایک شخص تین دن تک اس انداز سے صلیب پر چڑھے رہنے کے باوجود زندہ رہ سکتا تھا۔ تو کس طرح یہ بات مان لی جا سکتی ہے کہ صرف تین گھنٹے صلیب پر لٹکنا یسوع مسیح کی جان لے گیا۔

(۲) جناب یسوع مسیح کے ہمراہ دو چور بھی صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔ اور جناب ممدوح کے صلیب پر سے اتارے جانے کے وقت وہ زندہ ہی تھے مرے نہیں تھے۔

(۳) صلیب کا فعل تو اس وقت پورا ہوا سمجھا جاتا تھا جبکہ کسی شخص کو نیچے اتار کر اس کی ہڈیاں توڑ دی جائیں۔ مگر یہ فعل جناب یسوع مسیح پر نہیں کیا گیا۔ اور آپ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ لیکن وہ بدنصیب شخص جو آپ کے ہمراہ صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔ اور آپ کے ہمراہ ہی صلیب پر سے اتارے گئے۔ اس دردناک سلوک سے نہ بچ سکے۔ یعنی ان کی ہڈیاں توڑ دی گئیں۔

(۴) (ا) صلیب سے اُتارے جانے کے وقت آپ کے جسم سے خون کا بہ نکلنا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ آپ زندہ تھے ٭

(ب) خون پسلی سے نکلا تھا نہ کہ پری کارڈیا (دل کے قریب کی ایک جھلی) اور پسلی ہی کو چھیدا بھی گیا تھا۔ پری کارڈیا میں بھالا مارنا اور اس سے خون نکالنا معمولی کام نہیں۔ اس کے لئے بڑی چابکدستی کی ضرورت ہے۔ اور ایک معمولی اناڑی سپاہی سے یہ اُمید نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ پری کارڈیا سے خون نکالنے میں کامیاب ہوا ہو ٭

(ج) لہو اور پانی فوارے کی طرح زخم سے نکلا جو زندگی کی علامت ہے نہ کہ مُردنی کی ٭

(۵) پیلاطوس کو باور نہیں آتا تھا کہ یسوع مسیح اتنی جلدی صلیب پر مر گیا ہو ٭

(۶) (ا) صلیب پر سے اُتار کر جس مغارہ میں یسوع مسیح کو رکھا گیا۔ اسے جو لوگ دیکھنے کے لئے آئے۔ انہیں کہا گیا۔ کہ زندوں کو مُردوں میں کیوں تلاش کرتے ہو۔

(ب) فرشتہ نے خواب میں ظاہر ہو کر کہا کہ "وہ زندہ ہے"۔

(۷) (ا) یسوع مسیح نے باغبان کا بھیس بدلا ٭

(ب) عامۃ الناس پر اس نے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا ٭

(ج) اس نے اپنے حواریوں کو یروشلم میں جا کر دیکھنے میں اپنی سلامتی نہ دیکھی ٭

(د) وہ فوراً گلیل کو چل پڑا ٭

(ھ) اور ادھر جاتے ہوئے اس نے ایک پُر پیچ راستہ اختیار کیا۔ اگر درحقیقت یسوع مسیح مُردوں سے جی اُٹھے تھے تو اس قدر حفظ ماتقدم کیوں کرتے تھے ٭

(۸) زمین کے پیٹ میں رہنے سے یسوع نے اپنی مشابہت یونس سے پیدا کی۔ جو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ اور زندہ ہی اس سے باہر آیا ٭

(۹) یسوع مسیح کی دعائیں قبول ہوئیں۔ اور خدا نے اُسے اس موت سے بچا لیا ٭

(۱۰) داؤد کی یہ پیشگوئی کہ جو مرتا ہے وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ بتاتی ہے کہ یسوع نے اس صدمہ سے صرف غش کھائی تھی ٭

(۱۱) صلیب سے اُتارے جانے کے بعد یسوع کی خبر گیری اس کے ایک دولتمند حواری نے کی۔ جس نے اس کی تیمارداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بجائے سپرد خاک کرنے کے اُسے ایک ایسے کشادہ مقبرے میں رکھا جو پتھر تراش کر بنایا گیا تھا۔

(۱۲) واقعہ صلیب کے سات سال بعد ایک عینی گواہ الگزینڈریا میں اپنے ایک اسیری بھائی کو اس واقعہ کی مکمل کیفیت مفصل طور پر تحریر

کرتا ہے۔ کہ کس طرح یسوع باقاعدہ طور پر فرقہ اسیری میں داخل کیا گیا تھا۔ اور یہ کہ کس نے ایک پُراسرار طریق پر اس کی جان بچائی۔ اور مختلف قسم کی جڑی بوٹیوں۔ مصالحہ جات اور مرہموں سے اس کے زخموں کو مندمل کیا۔ دکروسی فکشن بائی این آئی وٹینس جو انڈو امریکن بک کمپنی شکاگو نے ۱۹۰۷ء میں چھپوائی)

(۱۳) حواریان یسوع مسیح نے اندمال جراحت کے لئے ایک مرہم تیار کی۔ جس کا نام ہی مرہم عیسےٰ یا مرہم رسل پڑ گیا علاوہ یونانی طبی کتب کے یہ نسخہ ڈاکٹری کی مستند کتب میں بھی منضبط ہے۔ جو قریباً نامی گرامی عیسائیوں کی ترتیب دی ہوئی ہیں ان میں سے چند ایک نام بطور نمونہ حسب ذیل ہیں:۔

(ا) "اے ڈکشنری آف میڈیسن" از ربی ڈنگلسن ایم ڈی ایل ایل ڈی (۱۸۶۶)

(ب) "لیکسیکن میڈیکم" (صفحہ ۱۲۴۱) از ڈاکٹر ہوپر۔

(ج) دی لیٹن میٹریا میڈیکا۔ باب عوارضات جلدی

(د) دی گریک میٹریا میڈیکا۔ باب عوارضات جلدی

(۱۴) سسٹر راچل اور سسٹر فینی سٹ کہ ہر دو کی عمر ابھی ۳۰ اور ۴۰ کے درمیان تھی۔ جذبہ روحانیت کے جوش سے اس بات پر آمادہ ہوئیں کہ اپنے منجی عیسےٰ مسیح کی رنج و کلفت کی یاد میں خود بھی وہی تصدیعہ برداشت کریں۔ چنانچہ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ چوبی صلیبوں پر ہاتھ پاؤں میں میخیں گاڑ کر لٹکا دیا گیا۔ اور تین گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک وہ اسی حال میں صلیبوں پر رہیں۔ مابعد جب ان کو صلیبوں سے اُتارا گیا۔ تو ان کے ان زخموں پر جن سے خون رواں تھا دھو کر صرف مرہم پٹی کر دی گئی۔ اور دونوں سسٹرز کچھ کھانے پینے کے لئے مجمع حاضرین کے درمیان بڑے آرام اور اطمینان سے بیٹھ گئیں۔ (دی کریڈل آف ٹوان جائنٹس" سائنس اینڈ ہسٹری۔ جلد اول از ریورینڈ ہنری کرکس ایم اے۔ ایف۔ آر۔ ایس۔ ایف۔ ایس۔ پی)

(۱۵) حسب ذیل نامی گرامی اشخاص کی طرف سے اس تھیوری کی تائید کی گئی ہے۔ اور انہوں نے اپنی کتابوں میں اسکو بیان کیا ہے (ا) پالس (۱۸۲۸۔ ڈاس لیبن جیسو صفحہ ۲۷۷ اور "اکیسی جی تش ہینڈبک صفحہ ۹۲۹ (ب) ایل۔ جے بنبسن (صفحہ ۴۳۴ اور ۴۷۲) (ج) ونٹوریتی (د) بھرٹ (ل) شالیرس ناچر (س) سی۔ وائی (دی شودن تھیوری) (ص) ہیز (جیش جبلیو ۱۸۷۶ سیکشن ۱۱۲)

(۱۶) اس بات کا کوئی ثبوت موجود نہ ہونا کہ یسوع مسیح صلیب پر مر گئے تھے دلالت کرتا ہے کہ وہ صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے۔

لہ میرے ایک مکرم میاں معراج الدین عمر صاحب نے چند سال گذرے اس کتاب کا اُردو ترجمہ شائع کر دیا ہے جو "واقعہ صلیب مسیح کی چشم دید شہادت" کے نام سے مشہور ہے۔ نذیر احمد چغتائی مترجم

غیر مبایعین کی غلط بیانیاں بہائیوں کی حمایت میں

اخبار الفضل کے گذشتہ سال کے مختلف پرچوں میں اس واقعہ کا متعدد مرتبہ ذکر آچکا ہے کہ ایک نوعمر لڑکا محمد شریف نام جسے مہر محمد خان صاحب اور مولوی محفوظ الحق صاحب نے اپنے زیر اثر کیا ہوا تھا۔ اور ان سے اس کی خط و کتابت تھی۔ ان کے پاس دہلی پہنچا۔ اور کچھ دن کے بعد پھرتا پھرتا قادیان میں آیا۔ اس وقت اس کے پاس چار کتابیں بہائی فرقہ کی دیکھی گئیں۔ جن کے متعلق اس کے بیان سے شبہ ہوا۔ کہ یا تو بہائیوں نے یہ کتابیں اسکو دیکر اس کو آلہ کار بنا کر قادیان میں بھیجا۔ کہ اس طرح اپنا اعتماد جما کر وہ کتابیں قادیان کی لائبریری سے نکال لے جائے جو بہائیوں کے زعم میں مہر محمد خان اور محفوظ الحق کے جانے کے بعد قادیان میں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اور یا بوجہ کمسنی اور نوعمری کے خود اُٹھا لایا ہے۔ چنانچہ اسی دن جس دن کہ وہ لڑکا قادیان میں پہنچا۔ لڑکے کو اس وجہ سے یہاں سے رخصت کر دیا گیا۔ کہ مبادا بہائیوں کی سازش سے کوئی کتابیں قادیان کی لائبریری سے نہ نکل جائیں۔ کیونکہ وہ لڑکا چند دن قادیان کی لائبریری میں بھی بطور چپڑاسی کے رہا تھا پھر اچانک یہاں سے بلا اطلاع چلا گیا تھا۔ اور جو چار عدد کتابیں اس لڑکے کے قبضہ میں دیکھی گئیں۔ وہ ناظر صاحب اُمور عامہ نے اپنی چٹھی کے ساتھ اسی روز کی ڈاک میں شیخ رحمت اللہ صاحب پریزیڈنٹ انجمن بہائیان کے نام آگرہ بھجوا دیں۔ اور چٹھی میں ان دونوں شبہوں کا ذکر کر دیا۔ جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ یہ چٹھی جو ناظر صاحب امور عامہ نے شیخ حشمت اللہ صاحب کے نام لکھی تھی۔ اخبار الفضل میں بھی شائع کر دی گئی تھی۔ اس کے شائع ہونے کے بعد بھی اخبار الفضل میں اس واقعہ کا کئی بار ذکر آیا ہے۔ لیکن اخبار پیغام صلح لاہور نے جو اپنے آپ کو دشمنی میں بہائیوں سے بھی چار قدم آگے بڑھا ہوا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ باوجود اس تمام تفصیل کا علم رکھنے کے اپنے پرچہ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۲۶ء میں بہائیوں کے اس مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے دوسروں کی نظر میں اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے اس لڑکے محمد شریف کے خلاف دہلی میں دائر کیا تھا۔ اس مقدمہ کے ہر واقعہ کو ایسی رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ گویا پیغام پارٹی کے امیر مولوی محمد علی صاحب کے ذمہ جو یہ الزام مدت سے چلا آتا ہے کہ وہ صدر انجمن کی کتابیں اور انگریزی ترجمہ قرآن شریف کا مسودہ قادیان سے چوری کر کے لے گئے تھے۔ اس کا جواب ان کو ہاتھ آگیا ہے۔

چنانچہ بے جا نیش زنی کرتے ہوئے پیغام صلح نے پہلی بات یہ لکھی ہے۔ کہ وہ لڑکا میاں صاحب کا ایک مخلص مرید تھا جو دہلی میں بابیوں کے پاس جا کر رہا۔ حالانکہ اگر وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مخلص مرید ہوتا۔ تو بہائیوں کے زیر اثر ہو کر ان کے ساتھ کبھی ایسی خط و کتابت نہ کرتا۔ جو مذہباً اور حکماً ان ہر دو بہائیوں (مہر محمد خان اور محفوظ الحق) کے ساتھ کرنی منع تھی۔ کیونکہ قادیان میں جو غداری انہوں نے کی تھی۔ اس کا یہی اقتضا تھا۔ دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ تو اس لڑکے کے نام اور صورت سے بھی ناواقف تھے۔ یہ عہدہ اس کو کہاں سے مل گیا۔ جو پیغام صلح اسے عطا کرنا چاہتا ہے۔

دوسری بات پیغام نے یہ لکھی ہے کہ وہ لڑکا بہائیوں کے پاس کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد ان کی بعض قلمی کتابیں چرا لایا۔ اگر پیغام کی یہ خبر صحیح ہے۔ کہ وہ لڑکا کچھ عرصہ بہائیوں کے پاس جا کر رہا۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس نے چوری کی ہو گی۔ کیونکہ اگر اس لڑکے پر ان کو کچھ شبہ ہوتا۔ تو اس کی بہائیوں کے ساتھ خط و کتابت جاری نہ ہوتی اور نہ اس کو اپنے ہاں بے وجہ ٹھیراتے۔ بلکہ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ بہائیوں نے اس لڑکے کو زیر اثر کر کے اس سے کوئی اور کام لینا چاہا تھا۔ جس میں ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ پیغام کا یہ خفی اشارہ کرنا کہ ان کتابوں میں سے جو اس لڑکے کے قبضہ میں پائی گئیں۔ کوئی کتاب مولوی فضل الدین صاحب وکیل یا ناظر صاحب امور عامہ کے پاس رہ گئی۔ اس کا جواب لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا کیا دیا جا سکتا ہے۔

تیسرا جھوٹ پیغام کا یہ ہے کہ وہ اس مقدمہ کو جو بہائیوں نے اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے اس لڑکے پر دائر کیا ایک جماعت کا مقدمہ ظاہر کرتا ہے۔ جس میں مولوی فضل الدین صاحب اور ناظر صاحب امور عامہ کا دہلی بلایا جانا بھی بیان کیا گیا ہے حالانکہ جماعت احمدیہ قادیان کو اس مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ قادیان میں اس لڑکے کے متعلق یہ شبہ کیا گیا تھا جو شائع بھی ہو چکا ہے کہ بہائیوں نے اسے آلۂ کار بنا کر بھیجا تھا۔ اور مولوی فضل الدین صاحب اور ذوالفقار علی خان صاحب کو عدالت دہلی نے بہائیوں کی طرف سے شہادت دینے کے لئے بلایا تھا نہ کسی اور غرض سے ورنہ جماعت کو اس مقدمہ کے ساتھ نہ کوئی تعلق تھا اور نہ ہے۔

بالآخر پیغام صلح لاہور کو یہ خبر سنکر بڑی مایوسی ہو گی کہ بہائیوں کا وہ مقدمہ جو انہوں نے دہلی میں اس لڑکے کے خلاف دائر کیا تھا خارج ہو گیا ہے۔ اور غیر مبایعین اور بہائیوں کی کوئی آرزو بھی پوری نہیں ہوئی ؛

348

کلمہ طیبہ پر بعض اعتراضات کے جواب

ایک ہندو یا آریہ صاحب جے۔آر نامی نے جو محض عربی زبان کے ماہر ہونے کے ہی مدعی نہیں۔ بلکہ علم نحو میں بھی ماشاء اللہ توغل اور مہارت تامہ حاصل ہونے کا ادعا رکھتے ہیں اس بات کا بیڑا اٹھایا ہے۔ کہ اسلام کے متعلق اپنی جدید مخترعہ تحقیقات سے دنیا کو آگاہ کریں۔ چنانچہ اس امر کی ابتدا آپ نے کلمہ طیبہ کی تحقیقات سے شروع کی ہے۔ اور آپ کا ایک مضمون "جاگرت لائل پور" میں زیر عنوان "مسلمانوں کا کلمہ" شائع ہوا ہے۔ اگر ناظرین "الفضل" آپ کی مسجع تحریر سے واقفیت حاصل کرنا چاہیں۔ تو آپ کے ذیل کے فقرات ملاحظہ فرمالیں:۔

"جو اس (کلمہ) کا قائل ہے اور معتقد ہے وہ سچا مسلمان ہے۔ جس میں اس کو قبیل وقال وہ دائرہ اسلام سے خارج لامحال ہے"۔

جے۔آر صاحب کو کلمہ طیبہ میں لفظی اور معنوی نقائص نظر آئے ہیں۔ اس لئے وہ اس مضمون کو لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

آپ اول تو ماشاء اللہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی ترکیب کرتے ہوئے اسے جملہ مستثنائیہ قرار دیتے ہیں۔ اور مزید براں اپنی نحودانی کا ثبوت یہ دیتے ہیں کہ الٰہ مفرد ہے۔ یہ مستثنےٰ نہیں ہو سکتا۔ ہم جے۔آر صاحب سے یہ سوال نہیں کرتے۔ مستثنےٰ منہ اور مستثنےٰ الگ جملہ استثنائیہ کیسے بن گئے۔ کیونکہ القوم الا زیداً۔ صاف جملہ استثنائیہ ہے۔ القوم مستثنےٰ منہ ہے۔ زید مستثنےٰ۔ سامع اس کو سنتے ہی۔ فوراً خبر حاصل کر لیتا ہے۔ اور سکوت اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور وہ پوچھنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ کہ قوم کو کیا ہوا کیونکہ جے۔آر صاحب نے یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ کہ مستثنےٰ منہ اور مستثنےٰ ملکر جملہ استثنائیہ بن جاتا ہے۔ جب جملہ بن گیا تو سامع بے چارہ سکوت اختیار نہ کرے تو کیا کرے۔

اب رہ گیا کلمہ طیبہ میں یہ نقص کہ الٰہ مفرد ہے۔ اور مفرد مستثنےٰ منہ نہیں ہو سکتا۔ علم نحو میں جو کتابیں اب تک تحریر ہو چکی ہیں ان میں تو ایسی مثالیں ضرور موجود ہیں۔ چنانچہ ماجاء نی احدٌ الا زیدٌ تو نحویوں کا زبان زد فقرہ ہے۔ ہمیں تو احد مفرد ہی معلوم ہوتا ہے۔ شائد جے آر صاحب اسے مفرد نہ سمجھتے ہوں۔

اس کے بعد جے آر صاحب کو جملہ محمد رسول اللہ میں بھی لفظی نقص معلوم ہوا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ اس جملہ میں حرف ربط موجود نہیں۔ اس لئے سامع کو بمجرد سماعت اس کلام ناتمام کے شعبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ محمد رسول خدا کا ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً کوئی کہے زید نیک ہے یا بکر۔ تو سامع ضرور مشتبہ ہوگا۔ کہ شائد زید نیک یا بکر بد ہے یا نہیں۔

مجھے یہ اعتراض کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں کہ جے آر صاحب نقص تو عربی جملہ میں بتاتے ہیں۔ اور مثالیں اردو کی پیش کرتے ہیں۔ مادر وطن اس صدی میں ایسے عربی داں سیبوت کے پیدا کرنے پر جس قدر فخر کرے بجا ہے:۔

ہم جرأت کرتے ہوئے نحو کی کتابوں سے دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔ جن میں حرف ربط موجود نہیں۔ مگر نحویوں نے انہیں جملہ تامہ قرار دیا ہے۔ مثلاً نحوی زیدٌ قائمٌ کو بھی جملہ تامہ قرار دیتے ہیں۔ اور لعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ کو بھی جملہ تامہ ہی ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ ان میں حرف ربط موجود نہیں۔

اس کے بعد جے آر صاحب معنوی نقائص بتاتے ہیں۔ کبھی تو اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں۔ کہ نہیں محمد رسول خدا کا کبھی یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ محمد رسول رسول خدا۔ کبھی لا الٰہ الا اللّٰہ کا یہ ترجمہ کرتے ہیں نہیں کوئی اللہ مگر اللہ اور الٰہ اور اللہ میں آپ کو فرق نہیں نظر آتا۔ حالانکہ خود ہی یہ بھی بتاتے ہیں کہ الٰہ نکرہ ہے اور اللہ معرفہ اور خود ہی یہ لکھ رہے ہیں کہ ان میں ذرا بھر بھی مغائرت و مباینت نہیں۔ العجب ثم العجب۔ پھر یہ بھی ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ محمد صاحب کے سوا اور کوئی رسول خدا نہیں۔ یہ جسقدر تراجم کئے گئے ہیں۔ ان کی لغویت ظاہر ہے۔ اور عربی سے معمولی مس رکھنے والا انسان بھی ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ چونکہ جے آر صاحب کو پانچوں سواروں میں شامل ہونے کا بہت شوق ہے۔ اس لئے آپ نے طبع آزمائی کے لئے کلمہ طیبہ کو منتخب کیا ہے۔ بھلا جے آر صاحب بتائیں۔ "محمد صاحب کے سوا اور کوئی رسول خدا نہیں"۔ جو ترجمہ آپ نے کیا ہے۔ یہ حصر کس لفظ سے سمجھا ہے۔ کجا یہ حرف ربط نہ ہونے کی وجہ سے جملہ ناقصہ بتایا جا رہا تھا۔ کجا یہ کہ کوئی کلمہ حصر موجود نہیں۔ مگر حصر کے معنے پیدا کر کے اس کا یہ مفہوم نکالا جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے سوا اور کوئی رسول ہی نہیں ہوا۔

جے آر صاحب لکھتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللّٰہ کا لوگ یہ ترجمہ بھی کیا کرتے ہیں۔ کہ نہیں کوئی معبود مگر خدا۔

اور فرماتے ہیں۔ لفظ کوئی ترجمہ میں زائد ہے الٰہ کا ترجمہ معبود تو ہو سکتا ہے کوئی کس کا ترجمہ ہے۔

ناظرین یہ ہے علم و فضل جے آر صاحب کا۔ اگر ان کو علم ہوتا کہ نکرہ جب حرف نفی کے تحت آئے تو ترجمہ کیا ہوا کرتا ہے تو کبھی ایسی فضول بات تحریر نہ کرتے کہ کوئی کس لفظ کا ترجمہ ہے

اس کے بعد آپ یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ اگر لا الٰہ الا اللّٰہ سے حسب اعتقاد اہل اسلام خدا کی معبودیت ثابت ہوتی ہے۔ تو پھر محمد رسول اللہ سے کیا فائدہ۔

اس کے جواب میں جے۔آر صاحب کو معلوم رہے کہ:

فقرہ اس لئے بڑھایا گیا ہے۔ تا کسی وقت مسلمان فرط محبت کی وجہ سے عیسائیوں کی طرح غلو نہ کر بیٹھیں۔ یہ کلمہ ہمیشہ بتاتا رہیگا۔ کہ آنحضرتؐ خدا کے شریک نہیں۔ وہ معبود نہیں۔ وہ صرف اللہ تعالےٰ کے پیغامبر ہیں۔ نیز مسلمان جب توحید کا اقرار کرتا ہے۔ تو ساتھ رسالت آنحضرت صلعم کا اس لئے بھی اقرار کرتا ہے۔ کہ توحید کا علم اسے آپ کے ذریعہ حاصل ہوا۔ جے۔آر صاحب کو اس جملہ کے لانے میں شرکت باری معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ اس میں رسول اللہ کا لفظ شرکت باری کی جڑ کاٹ رہا ہے۔ شرکت تو تب لازم آتی جب آنحضرت صلعم کو اللہ کی حیثیت میں پیش کیا جاتا:۔

معلوم ہوتا ہے۔ جے آر صاحب کے نزدیک تجارت کرنا بھی عیب میں داخل ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کے تجارت کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پھر خدا تعالےٰ نے جو غیور دوں کا غیور ہے۔ اسے کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ اپنے نام کے ساتھ محمد صاحب کا نام شریک کرتا۔

اگر تجارت فی الواقعہ عیب ہے۔ اور غیور خدا کو تجارت کرنے والے پسند نہیں۔ تو جے۔آر صاحب کا فرض ہے کہ اپنے ہندو بھائیوں کو بڑی شدّ و مدّ سے اس بات کی تلقین کریں کہ وہ تجارت کرنا چھوڑ دیں۔

ہمارے خدا کو تو تجارت پسند ہے۔ اس لئے جب اس نے آنحضرت صلعم کو دنیا میں سب سے بڑا مطیع و فرمانبردار پایا۔ تو آپ کو رسالت کے لئے چن لیا۔ اور اظہار محبت کے لئے اس بات کی اجازت دی کہ آپ کا نام خدا کے ساتھ رسالت کی حیثیت سے ذکر کیا جائے۔

جے۔آر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایسا تو بادشاہ بھی نہیں کر سکتا۔ کہ اپنے قاصد کا نام اپنے نام کے ساتھ ذکر کرے انہیں معلوم ہو۔ کہ آنحضرتؐ اس قسم کے پیغامبر نہیں جیسے بادشاہوں کے قاصد۔ آپؐ وہ انسان ہیں۔ کہ دنیا میں ایسا نہ کوئی ہوا نہ ہوگا۔ رسالت کے لئے انتہا درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور صفائی قلب کی ضرورت ہے۔ یہ امور ہیں جو خدا کو خوش کر سکتے ہیں اور رسالت تو بادشاہوں کی وزارت سے بھی بڑھکر ہے:۔

جے۔آر صاحب نے آخر میں لکھا ہے۔ کہ آجتک اس مضمون پر کسی نے خامہ فرسائی نہیں فرمائی۔

ہاں صاحب سچ ہے۔ اس قسم کی نحودانی کا آپ سے پہلے کسی معترض نے ثبوت نہیں دیا۔ گو اور بہت سے لغو اعتراضات کرنے والے دنیا میں موجود ہیں۔ اور بیہودہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ امید ہے۔ کہ جے آر صاحب آئندہ حواس کو یکجا کر کے مضمون نگاری کیا کرینگے:۔

قاضی محمد نذیر از لائل پور

اشتہارات

نئے سال کے نئے تحفے

بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان نے اس سال احباب احمدیہ کی خاطر مندرجہ ذیل نادر ولاجواب کتابیں بصرف زر کثیر شائع کی ہیں۔ دوستوں پر لازم ہے کہ انہیں خریدیں۔ پڑھیں۔ اور دوسروں کو پڑھائیں۔

تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نور القرآن حصہ اول قرآن کریم کا من جانب اللہ ہونا صداقت اسلام و نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اور عیسائیت و دیگر ادیان باطلہ کا رد قیمت ۲ر

نور القرآن حصہ دوم اسلام کی سچائی اور عیسائیت کا لاجواب رد۔ پادریوں کے مشہور اعتراضوں کی تردید۔ اور نبی کریم صلعم کا معصوم اور نبی ہونا براہین نیرہ سے ثابت کیا ہے۔ قیمت ۷ر

پرانی تحریریں تین معرکۃ الآرا مضامین (۱) وجود فرقان کا مقابلہ (۲) الہام کی حقیقت (۳) آریوں کے مسئلہ قدامت روح و مادہ کی تردید قیمت ۳ر

ستارہ قیصرہ ملکہ معظمہ وکٹوریا کو تبلیغ اسلام اور اپنے دعویٰ ماموریت کی تبلیغ قیمت ۱۰ر

روئداد جلسہ دعا سورۃ والناس کی تفسیر۔ گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کا ذکر۔ اطمینان عبادت کا چار شرطوں کا ذکر۔ جہاد کا اصل مطلب وغیرہ قیمت ۳ر

ریویو بر مباحثہ محمد حسین بٹالوی و عبد اللہ چکڑالوی قرآن کریم۔ تعامل۔ حدیث اور فقہ کے مراتب اور ہر ایک کے متعلق سچا فیصلہ کہ ان میں سے کون کس پر مقدم ہے۔ قیمت ۰ر

کشتی نوح یہ بھی بار بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہے اب کے اس میں ۱۶ صفحہ کا انڈکس اور فہرست مضامین بھی لگایا گیا ہے۔ حضرت اقدس کی پاک تعلیم کا مطالعہ کرنے والوں کو اس کا پڑھنا لازمی ہے۔ قیمت ۰۶

تقریر و تصنیف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

ہستی باری تعالیٰ یہ وہ معرکۃ الآرا مضمون ہے جو حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء میں بیان فرمایا تھا۔ اور جس کے لئے دوست نہایت چشم براہ تھے۔ اور جس کے جلد سے جلد شائع کرنے کا تقاضا کیا۔ ... اب اسے نظر ثانی کے بعد نہایت اہتمام سے چھپوا کر شائع کیا گیا ہے۔ مضمون کی اہمیت یا اس کی تعریف بتلانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کا طرز استدلال اور اہم سے اہم اور نازک ترین مسائل کو آسان اور عام فہم طریق پر بیان کرنا مخفی نہیں۔ اس لئے دوستوں پر لازم ہے کہ وہ اسے خریدیں۔ پڑھیں اور دیکھیں مضمون کو کس خوبی اور لاجواب طرز پر نبھایا ہے۔ اور اس تمام مسائل سے اہم ترین مسئلہ کو حضور نے ہمارے لئے کس قدر عام فہم اور سہل کر دیا ہے۔ کہ پڑھتے ہی فوراً سمجھ میں آجائے۔ پرستاران توحید کو اس کا مطالعہ نہ صرف ضروری بلکہ فرض ہے۔ حجم ۲۰۸ صفحہ قیمت صرف ۱۲ر

حقیقۃ النبوۃ یہ تصنیف لطیف احباب کی طلب اور بصرف زر کثیر دوسری مرتبہ شائع کی گئی ہے۔ اس میں مسئلہ نبوت کے ہر پہلو پر بسوط بحث کی گئی ہے تعریف نبوت اور شرائط نبوت کو اصولی طور پر واضح فرماتے ہوئے اس کے متعلق ہر قسم کے اعتراضوں کا قلع قمع کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف سے بھی کافی سے کافی حوالجات نقل کر کے اس مسئلہ پر پوری پوری روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے اندرونی اختلافات کو دور کرنے اور منکران نبوت مسیح موعودؑ کو راہ ہدایت پر لانے کے لئے یہ کتاب نہایت ہی ضروری اور کار آمد چیز ہے۔ حجم تین سو صفحہ سے زیادہ مگر قیمت صرف ۱۲ر

اسلام اور قتل مرتد مصنفہ حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے یہ وہ ضروری اور محققانہ مضمون ہے جس کا کچھ حصہ الفضل میں بھی شائع ہوا تھا اور جسے اب مکمل کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

اس میں جہاں یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مرتد کے متعلق جو تعلیم اسلام کے نادان دوستوں نے پیش کی ہے۔ وہ اسلام کے منور چہرہ پر نہایت بدنما داغ ہے سو ہاں قرآن کریم احادیث نبوی اور دیگر اسلامی لٹریچر سے بھی یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ کہ اسلام نے ہرگز مذہب میں جبر اور تشدد روا نہیں رکھا۔ اس کتاب میں جن عقلی و نقلی دلائل سے تبدیلیٔ مذہب پر سزا کی تردید کی گئی ہے۔ اس سے دوستوں کا نہ صرف خود واقف ہونا لازمی ہے۔ بلکہ اس کے درج شدہ دلائل سے دوسروں کو بھی آگاہ کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ تا کہ جہاں اسلام کے نادان دوست اس مسئلہ کی اصل حقیقت سے باخبر ہوں وہاں غیر مذاہب کے پیرو دل کے دلوں سے بھی وہ اثر زائل ہو جو بعض نافہموں نے غلط طرز استدلال سے اسلام کی طرف سے ان میں پیدا کر دیا تھا۔ قیمت ۱۰ر

بہائی مذہب کی حقیقت جناب مولانا مولوی فضل الدین صاحب احمدی پلیڈر نے اس کتاب کو اپنے لمبے اور گہرے مطالعہ اور کمال تحقیق کے بعد تصنیف فرمایا ہے۔ اس میں بابیوں اور بہائیوں کی مستند اور مسلمہ کتب و تحریرات سے ہی یہ امر واضح کیا ہے کہ یہ فرقہ اسلام سے نہ صرف کوئی تعلق رکھتا بلکہ اسلام کا جانی دشمن ہے۔ اور کافی سے زیادہ دلائل نقل کر کے دکھلایا ہے۔ کہ کس طرح علی محمد باب اور مرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ نے شریعت اسلام سے جہاں خود روگردانی اختیار کی۔ وہاں دوسروں کو بھی گمراہ کیا الغرض بہائیوں کی کتابوں سے ہی ہر ایک امر کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ اسلامی شریعت کے عوض جو نئی شریعت گھڑی گئی ہے۔ وہ کس قدر مضحکہ انگیز اور قابل افسوس ہے۔

حجم ۱۲۴ صفحہ مگر قیمت عام اشاعت کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف ۱۰ر رکھی گئی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس کے متعدد نسخے خرید کر اسلامی پبلک میں تقسیم کریں۔ تاکہ اس زہریلی تحریک سے لوگ واقف ہو کر اس کے اثرات سے محفوظ رہیں۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب بھی جو اس موقعہ پر شائع ہوئی ہیں۔ ہمارے ہاں سے مل سکتی ہیں۔

حدوث روح و مادہ مصنفہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب اس بہترین تصنیف میں جناب مصنف نے آریوں کے مایۂ ناز مسئلہ قدامت روح و مادہ کی تردید قرآن کریم۔ وید مقدس اور دیگر عقلی و نقلی دلائل سے نہایت زبردست پیرایہ میں کی ہے۔ قیمت ۴ر

تفسیر القرآن یعنی خزینۃ العرفان جلد ۶ از کتب حضرت مسیح موعودؑ قیمت ۱۲ر

مسیح موعودؑ مصنفہ مولوی عبد الوہاب صاحب قیمت ۳ر

مباحثہ سرگودہ ۴ر مباحثہ آریہ سماج ۶ر مباحثہ ختم نبوت ۳ر تفسیر سورہ جمعہ از حضرت خلیفہ اول ۲ر ۳ر احمدیہ نوٹ بک مجلد ۶ر حمائل معرا غیر مترجم مجلد ۱۲ر۔ خزینۃ العلوم ۶ر اسلامی اصول کی فلاسفی ۵ر فرائض مستورات ۱۰ر صداقت اسلام ۱۰ر بلائے دمشق ۱۰ر صادقوں کی روشنی ۵ر پیشگوئی مرزا احمد بیگ ۳ر اسلام عالمگیر مذہب ہے ۳ر

ان کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء کرام اور دیگر بزرگان سلسلہ کی تمام تصانیف بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان سے ہر وقت مل سکتی ہیں مفصل فہرست کتب علیحدہ طلب کر لینے سے مل سکتی ہے۔

مینیجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان

اشتہارات

موتی سرمہ کی دھوم مچ گئی
یکدم دس تولہ کا آرڈر

جناب شیخ حیدر علی صاحب سٹریٹس سٹلمنٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا موتی سرمہ ملا جن لوگوں نے استعمال کیا بے حد تعریف کرتے ہیں۔ لہذا دس تولہ اور موتی سرمہ بذریعہ وی پی روانہ کر دیجئے"۔

آج ایک دنیا مانتی ہے۔ کہ یہ سرمہ۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش۔ جلن۔ سبل۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ پانی بہنا۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخونہ۔ گوہانجی غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو ایک دفعہ اسے منگواتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ عہ ؁

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع۔ گورداسپور

"تریاق چشم" (رجسٹرڈ)
اور
چوہدری احمد الدین صاحب بلیڈر امیر جماعت احمدیہ گجرات

محبی مرزا حاکم بیگ صاحب۔ موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ گجرات میں نے آپ کا ایجاد کردہ تریاق چشم آزمایا ہے۔ میں نے اس کو نہایت مفید اور مؤثر پایا ہے۔ ہماری خادمہ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ مارے درد کے بیتاب تھی۔ دو تین دفعہ تریاق چشم کے ڈالنے سے اس کی آنکھیں بالکل اچھی ہو گئیں ؁

۲۶ر دسمبر ۱۹۲۵ء کی رات کو قادیان جانے کے لئے میں گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ ایک آدمی میرے والے کمرے میں بیٹھا تھا اس کی آنکھیں خراب تھیں۔ سرخی اور درد سے سخت تکلیف میں تھا۔ دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ اتفاق سے ایک شیشی تریاق چشم کی میری جیب میں تھی۔ جو آپ نے ایک شخص کو پہنچانے کیلئے مجھے دی تھی۔ میں نے اس بیمار کو تریاق چشم میں سے رتی بھر دوائی ڈالی۔ دس منٹ کے بعد اس کو بالکل آرام ہو گیا۔ گاڑی میں جتنے آدمی بیٹھے تھے۔ تریاق چشم کا معجزانہ اثر دیکھ کے حیران ہو گئے میں نے ایسی سریع الاثر دوائی کبھی نہیں دیکھی۔ میں آپ کو بڑی خوشی سے بغیر آپ کی درخواست کے یہ سرٹیفکیٹ دیتا ہوں ؁

خاکسار احمد الدین بلیڈر۔ گوجرات پنجاب مورخہ ۶ر جنوری ۱۹۲۶ء

قیمت تریاق چشم فی تولہ پانچ روپے۔ علاوہ محصولڈاک وغیرہ موازی ۸؍ بذمہ خریدار ہوگا ؁

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی۔ موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی شاہدولہ صاحب۔ گوجرات (پنجاب)

مفرح جہانگیری

جاننے والے جانتے ہیں۔ اور آنکھوں والے دیکھتے ہیں۔ کہ اکثر آدم کے فرزندان کی جوانی کا زمانہ رنج و الم حسرت و یاس کی سرد آہوں سے معمور ہے۔ مزاج میں چڑچڑا پن۔ احباب کی صحبت سے نفرت۔ دماغ کا ضعف۔ جگر کی خرابی۔ ہاضمہ کا بگاڑ۔ نفخ اور ریح کی شکایت۔ بدن کی لاغری۔ چہرے کی بے رونقی۔ دل کی دھڑکن۔ وہم۔ نسیان۔ دائمی قبض۔ کثرت پیشاب۔ کمر اور جوڑوں کا درد۔ سلسلہ تولید بند۔ یہ ہے روشن آئینہ جس میں ہمارے ملک کے اکثر نوجوانوں کا عکس نظر آتا ہے

مفرح جہانگیری ایک نہایت ہی خوشگوار تریاق ہے۔ اس کا اثر عارضی نہیں۔ بلکہ اس کے استعمال سے حواس خمسہ کی درستی۔ خیالات کی بلندی۔ عالی حوصلگی۔ خون صالح اور مادہ تولید میں ایک خاص اثر ہوتا ہے ؁

مفرح جہانگیری طالب علموں۔ ہیڈ ماسٹروں۔ بیرسٹروں۔ وکیلوں تجارت پیشہ اور دیگر عام دوکانداروں کو تکان کوفتگی۔ تند خوئی۔ تیز مزاجی۔ بے صبری سے بفضل خدا محفوظ رکھنے میں بے نظیر ہے۔ قیمت ڈبیہ کلاں پانچ روپیہ۔ قیمت ڈبیہ خورد ع۸ لہ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا ؁

المشتہر

ایم۔ ای۔ خلیل منیجر احمدیہ دوائی خانہ سیالکوٹ

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا

مصدقہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفہ اوّل رضی مندرجہ ذیل پتہ سے منگائیں ؁

قیمت قسم اوّل عہ فی تولہ۔ خاص سرمہ عـــہ فی تولہ ممیرا خالص ست سلاجیت کے فوائد سے ایک دنیا آشنا ہے۔ قسم اوّل فی تولہ ایک روپیہ سید صاحب کی ادویات محتاج تصدیق نہیں ہیں۔ معزز انگریز صاحبان ہندوستان میں ڈاکٹروں کی سفارش سے تجربہ کے بعد ولایت میں بھی منگاتے ہیں ؁ ڈاکٹر فضل کریم ؁

المشتہر

سید احمد نور کابلی احمدی مہاجر موجد سرمہ ممیرا قادیان ضلع گورداسپور

ہر قسم کی مہروں کا کارخانہ

(۱) لوہے۔ پیتل۔ لکڑی اور ربڑ کی مہریں ہر ایک زبان اور ہر ایک نمونہ کی نہایت اچھی تیار کی جاتی ہیں ؁

(۲) ہر ایک قسم کے بلاک اور جلد سازوں کے لئے پھرکی۔ پھول۔ کونے اور رول وغیرہ نہایت جانفشانی سے بنائے جاتے ہیں

المشتہر

اے جی احمد اینڈ سنز اسلام پورہ شہر سیالکوٹ

قیمت میں رعایت کی گنجائش نہیں

بعض احباب کی اس قسم کی فرمائشیں دفتر اکسیر الاجسام میں موصول ہو رہی ہیں۔ کہ انہیں دوائی اکسیر الاجسام پچیس فیصدی کمیشن پر بھیجنے کے لئے بھیجی جائے۔ وہ مطلع رہیں۔ کہ دوائی مذکورہ کی قیمت میں رعایت کی کسی حد تک بھی گنجائش نہیں۔ کیونکہ ابتداء میں ہی اس کی قیمت کی تعیین میں ایثار سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی تین رتی پورے دو مہینہ کی خوراک ہے۔ جو فوائد میں جملہ اکسیرات سے افضل ترین ثابت ہو چکی ہے۔ اس کے متعلق مستند تحریریں جو دفتر میں موصول ہو چکی ہیں۔ عنقریب شائع ہونے والی ہیں۔ علاوہ ازیں دوائی قریب الاختتام ہے۔ صرف چند شیشیاں باقی ہیں۔ ماہ فروری و مارچ میں دوبارہ تیار ہو سکے گی۔ بشرطیکہ اس میعاد سے قبل فرمائشوں کی معقول تعداد میرے پاس پہنچ جائے۔ ورنہ نہیں ؁

قیمت چھ روپے علاوہ محصولڈاک۔

سفوف مجرب جو وجع المفاصل کے مریضوں کے لئے اکسیر سریع الاثر ثابت ہو چکا ہے اور سفوف ذیابیطس قیمت ع۸ علاوہ محصول بھی موجود ہے ؁

المشتہر

منیجر اکسیر الاجسام دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور

کنگھیاں شیشہ دار جہلم کی ساختہ

ہر ایک قسم کی کنگھیاں ہمارے ہاں تیار ہوتی ہیں۔ عورتوں کے کارآمد دوکانداروں کو اجازت ہے کہ دو پیسے کا کارڈ بھیجکر نمونہ منگالیں ؁

پتہ

بدر الدین شانہ فروش جہلم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

مست و خاندان مشترکہ بدھو رام کالا رام بذریعہ بخت مل ولد بدھو رام مردنہ لاسکنہ منصور سیال تحصیل جھنگ مدعی۔ بنام قاسم سماں

دعویٰ ما ۹۵ روپے

اشتہار بنام قاسم سماں ولد بہاولہ ذات ملکانہ سکنہ منصور سیال تحصیل جھنگ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ مدعا علیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۱۹؍۲؍۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی ؁

تحریر ۱۹؍۱؍۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

ممالک غیر کی خبریں

اکسفورڈ ۱۲ر جنوری۔ لنڈن میں جدہ سے یہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ سلطان ابن سعود کو گذشتہ جمعہ کے دن حجاز کے شرفاء نے شاہ حجاز منتخب کر لیا۔ اور سلطان نے "شاہ حجاز و سلطان نجد و ممالک محروسہ نجد" کا لقب اختیار کر لیا۔ سلطان نے اپنے اعلان میں بیان کیا۔ کہ حجاز کا نظم و نسق نجد سے بالکل الگ ہوگا۔ اور نجدی فوج حجاز میں قیام امن وامان کی کفیل ہوگی :

اس قدر اعادہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سعودیوں نے ستمبر ۱۹۲۴ء میں حجاز پر حملہ شروع کیا۔ اور طائف کو فتح کر لیا۔ شاہ حسین ۶ر اکتوبر کو حکومت حجاز سے دستبردار ہوا۔ اور اس سے ایک ہفتہ بعد لشکر سعود نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا :

لنڈن ۱۲ر جنوری۔ چینی طلباء کے لئے ماسکو میں ایک یونیورسٹی کھولی گئی ہے۔ اس میں ۲۵۰ چینی طلباء داخل ہو گئے ہیں۔ ان میں چالیس چینی خواتین بھی شامل ہیں :

بڑے انتظار کے بعد آخر جمعیۃ الاقوام نے موصل کے متعلق فیصلہ کیا۔ ولایت موصل مملکت عراق کو اس شرط پر دے دی گئی ہے۔ کہ برطانیہ پچیس سال کے لئے عراق کی حکمداری منظور کر لے۔ یا یہ کہ عراق جمعیۃ الاقوام کا رکن بن جائے۔ تاہم ترک اس فیصلہ کو صحیح نہیں تسلیم کرتے ہیں جینوا میں فیصلہ موصل کے اعلان کے بعد برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر چیمبرلین نے چند خوش کن فقروں کے دوران میں یہ بھی کہا۔ کہ برطانیہ چاہتا ہے۔ کہ مشرق وسطےٰ میں اپنا پیش نظر کام ترکی کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھتے ہوئے سرانجام دے۔ دوستی کے اظہار کے لئے برطانیہ یہ کرے گا۔ کہ لنڈن کی منڈیوں میں ترکی کے لئے ایک کروڑ پونڈ قرضہ کا انتظام کرے گا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط ضروری ہے کہ ریلوں اور دیگر امور کے لئے جس سامان کی ترکی کو فوری ضرورت لاحق ہو۔ اس کو حکومت انگورا انگلستان سے خریدے۔ یہ نقطہ قابل توجہ ہے۔ کہ موصل کے معاملے میں فرانس نے برطانیہ کی حمایت کی ہے۔ شام کے جو مصائب فرانس کو درپیش ہیں۔ انہوں نے اس کا قافیہ تنگ کر رکھا ہے۔ ترکوں کی فوجیں سرحد شام پر مجتمع کھڑی ہیں۔ فرانس کو ہر وقت یہ خطرہ لاحق رہتا ہے۔ کہ کہیں وہ شام پر حملہ نہ کر دیں۔ اور فرانس ایک اور عظیم الشان مخمصے میں مبتلا ہو جائے۔ جو اس کے مصائب و نوائب کو بیش از بیش کر دے :: (ڈیورافٹ)

لنڈن ۹ر جنوری۔ ٹائمز کے نامہ نگار مقیم ریگا کو ماسکو سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حکومت بولشویک نے اعلان کیا ہے۔ کہ علاقہ یوکرین میں دلدادگان شہنشاہیت کی ایک گہری سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ یہ سازش گرانڈ ڈیوک نکولس اور جرنیل رینگل کے ایجنٹوں نے ترتیب دی تھی۔ یہ ایجنٹ زار پرست جرنیلوں سے خفیہ ساز باز رکھتے ہیں۔ جو یورپ میں پناہ گزیں ہیں :

لیسفیلڈ ۔ ۵ر جنوری۔ لنڈن اور فرانس کے درمیان رات کے وقت شاہی محکمہ پرواز کی طرف سے ایک ایسا ہوائی جہاز پرواز کیا کرے گا۔ جو خود اڑتا ہے اور اس میں کوئی انسان نگہداشت اور انتظام کے لئے نہیں ہوتا۔ اس کی تشریح ڈیلی کرانیکل کا ہوائی نامہ نگار اس طرح کرتا ہے۔ کہ پرزوں میں دوسرے کا قبضہ رہے گا یا پھر جہاز کے پروں پر کرٹے لگا دیئے جائیں گے۔ نیچے سے اوپر کو چڑھنے والے گیس کے ذریعہ سے توازن قائم رکھا جائے گا۔ یعنی اگر ہوا کا جھونکا جہاز کو ایک طرف جھکا دیگا۔ تو مادہ اوپر چڑھ کر پھر توازن قائم کر دے گا۔ ہوا باز پیچھا کر ہوا باز دھو کی مشین کو چلا دے گا۔ مشین کا وزن اکھٹن ہوگا اور ایک ہزار گھوڑوں کی طاقت اس سے برآمد ہوگی۔ یہ مشین پھر جس طرف اس کا رخ کر دیا جائے گا۔ جہاز کو لئے چلی جائے گی۔ ہوا باز صرف ایک مناسب بلندی پر اس کو جا کر چھوڑ دے گا :

لنڈن ۸ر جنوری۔ جرمنی اب تک برطانی محصولات تحفظ کے خلاف برابر احتجاج کر رہا ہے۔ اور بار بار کہا جا رہا ہے۔ کہ برطانیہ کی اس کارروائی نے جرمنی و برطانوی تجارتی معاہدہ کی روح کو کچل ڈالا ہے۔ اخبار کونیہ لکھتا ہے۔ کہ برطانیہ زبردست تحفظ کے جوش میں نہایت تیزی سے تجارتی اصول سے تجاوز کر رہا ہے۔ لہذا آئندہ حالات خطرات و خدشات سے پُر نظر آتے ہیں۔ حکومت برطانیہ نے صرف جدید قوانین محصولات مرتب و نافذ ہی نہیں کئے۔ بلکہ بیشتر محصول اس سرعت سے عائد کئے گئے۔ کہ جرمنی تجار کو سخت خسارہ سے بچنے کے لئے حسب ضرورت اپنے آپکو سنبھالنے اور نئی حالت سے تطابق پیدا کرنے کا بھی کوئی موقع نہیں ملا۔ ان کا نقطہ نگاہ یہ ہے۔ کہ برطانیہ میں آزاد تجارت صرف غیر ملکیوں کو جلب منفعت ہی کے لئے جاری تھی لیکن جرمنی کی کارگذاریاں بالکل نظر انداز کر دی گئی ہیں :

۱۹۲۶ء کے حکومت ترکیہ نے وزارت کے روبرو پیش کرنے کے لئے جو مالیہ تیار کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مجوزہ آمدنی ۱۲ کروڑ ۸۰ لاکھ ترکی پونڈ ہوگی۔ اور خرچ ۲۳ کروڑ ۲۰ لاکھ ترکی پونڈ ہوگا۔ گویا ٹیڑھ کروڑ کی کمی ہوگی :

لنڈن ۷ر جنوری۔ حکومت انگورہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ آفندی غیر ملکی یعنی یونانی زبان کا لفظ ہے۔ اس لئے اس کا استعمال نہ کیا جائے :

شنگھائی ۔ ۱۱ر جنوری۔ جاپانی ذرائع سے مکڈن سے آیا ہوا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ جنگ تسولین نے ایک گشتی تار کے ذریعہ سے اعلان کیا ہے۔ کہ منچوریا نے پیکنگ (دار السلطنت چین) سے سیاسی اور آمد و رفت کے تعلقات منقطع کر لئے ہیں :

ریگا ۔ ۹ر جنوری۔ ماسکو کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ سوویٹ کی ٹریڈ یونین کی مرکزی کونسل نے ہندوستان کی متحدہ ٹریڈ یونین کانگریس کے نام ایک دعوتی پیغام بھیجا ہے۔ جس میں اپنی پوری امداد کا اظہار کیا ہے۔ اور کانگریس سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ اپنے نمائندگان ماسکو بھیجے :

(برلن ۱۱ر جنوری) یورپ میں جعلی نوٹ سازی کی وبا بسرعت پھیل رہی ہے۔ اور یہاں بھی پہنچ گئی ہے۔ جاسوسوں نے ۵ شخصوں کو گرفتار کروایا ہے۔ یہ لوگ ۵ پونڈ کے نوٹ بنایا کرتے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں اس قسم کے نوٹ جاری کئے گئے تھے۔ اور ان میں سے ۵۰ نوٹوں کا سراغ لگ گیا ہے

ہندوستان کی خبریں

دہلی ۱۲ر جنوری۔ ملک معظم نے سر جان مینارڈ ممبر ایگزیکٹو کونسل گورنر پنجاب کے چھ ماہ اور اپنے عہدہ پر رہنے کی منظوری دے دی ہے۔ ملک معظم کی طرف سے اس بات کی منظوری بھی مل گئی ہے۔ کہ جب سر جان مینارڈ میعاد توسیع ختم کر چکیں تو ان کی جگہ سر جیفری ڈی مانٹمورنسی پرائیویٹ سیکرٹری وائسرائے ہند گورنر پنجاب کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بنائے جائیں :

بمبئی ۱۲ر جنوری۔ مسٹر بی۔ جی۔ ہارنیمن اسپیشل ٹرین کے ذریعہ سے یہاں پہنچے۔ اسٹیشن پر کانگریسی لیڈران اور ان کے پرانے احباب نے بشمول مسز نائیڈو و مولانا شوکت علی اور بعض ممبران وفد جنوبی افریقہ ان کا استقبال کیا تھا۔ مسٹر ہارنیمن کو جلوس کے ساتھ کانگرس ہوس میں لیجایا گیا۔ جہاں ان کا پبلک استقبال کیا گیا :

ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے مالی مشکلات سے مجبور ہو کر روزنامہ تنظیم کو ہفتہ وار کر دیا ہے۔ یہ روزنامہ تنظیم اٹھارہ ماہ تک جاری رہا۔ اور اس عرصہ میں چودہ پندرہ ہزار روپیہ کا نقصان ڈاکٹر صاحب کو برداشت کرنا پڑا :